تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم   ۱۱ جون ۱۹۹۷ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حدیث امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

حکومت کے ۱۰۰ دن

آج کل دل پسند موضوع حکومت کے پہلے ۱۰۰ دن کی کارکردگی ہے۔ اداریئے ہوں یا لکھاریوں کے کالم، نجی محفلیں ہوں یا خاصان حکومت کے نظر او جھل مشورے، موضوع ایک ہی ہے۔ اس ضمن میں دانشوروں کے بے لاگ تبصرے، مخالفین کی دل جلی تنقید اور حزب اقتدار کے کھسیانے دفاع کو دیکھ سن کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی بہت بڑی مصیبت منڈلا رہی ہو، حالانکہ غیر جانبدارانہ نظر سے چاروں طرف دیکھا جائے تو کہیں بھی آسمان گرا دکھائی نہیں دیتا۔ البتہ جو چال بے ڈھنگی پہلے تھی سو اب بھی ہے۔ دراصل قوم نے حکومت سے توقعات کچھ زیادہ ہی وابستہ کر رکھی ہیں۔ عوام بھول گئے کہ یہ لوگ تو پہلے ہی آزمائے جا چکے ہیں۔ اواخر ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء تک انہی کی حکومت تھی اور جب غلام اسحاق خان نے ان کی حکومت کو برطرف کیا تھا تو سپریم کورٹ نے حکومت بحال کر دی تھی۔ وہ ایسا منفرد فیصلہ تھا کہ فیصلہ دینے والے آج بھی خود واہ واہ کہتے پھرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ لوگ میدان چھوڑ بھاگے۔ کچھ تو تھا کہ جس نے یار ماننے پہ مجبور کر دیا۔ احساس جرم یا خوف! ہمارے ہاں ایسی خوف زدگی کچھ زیادہ ہی ہے حالانکہ ہمارے پڑوسی ملک میں اس کا نام نہیں! لگتا ہے کہ فروری ۹۷ء کے انتخابات میں یہ حقائق قوم کے ذہن سے محو ہو گئے تھے اور اس نے آزمائے ہوئے کو پھر سے آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ جو بھاری جیت میاں محمد نواز شریف کو نصیب آئی وہ مسلم لیگ کی غیر معمولی مقبولیت کا ثمرہ نہ تھا بلکہ پیپلز پارٹی کی بدترین کارکردگی کا نتیجہ تھا۔ ایسی رو چلی، ایسی بھیڑ چال کہ خود پیپلز پارٹی کے لوگ بے نظیر کا ساتھ چھوڑ گئے۔ لہٰذا اپنے ہی چنیدہ لوگوں کو وقت دیجئے۔ اپنے کئے پر کچھ تو صبر کیجئے۔ کم از کم ہمیشہ کی ریت کا لحاظ تو رہے۔ ہر حکومت سے اکتاہٹ کا اظہار چھ سات ماہ بعد ہی ہوتا رہا ہے اور پھر ایجی ٹیشن کی فضا قائم ہونا شروع ہوئی۔ اس بار عجلت کیوں؟ ابھی تو تین ماہ ہی گزرے ہیں کہ کہیں بارہ سیاسی جماعتوں کے کل چوبیس ارکان کا اتحاد بننے میں آ رہا ہے اور کہیں حکومت ہٹاؤ تحریک کا اعلان۔ ایسا اتھلا انداز کب تلک چلے گا؟ اسی لئے تو ہمارے حالات سدھرنے کی بجائے بگڑتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ ناقدین کہتے ہیں کہ حکومت کے خلاف فوری اقدامات اس لئے ضروری ہیں کہ حکومت نے غلط رخ اختیار کر لیا ہے۔ اور پھر حالیہ احتساب بل نے جلتی پہ تیل کا کام کیا۔ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۰ء تک کا دورانیہ احتساب بل کی گرفت سے قانوناً بچا کر ارباب اقتدار نے اپنے آپ کو ننگا کر دیا ہے۔ یہی تو زمانہ تھا جس میں کرپشن کو سرکاری طور پر مروج کیا گیا۔ اسی دور میں تو کرپشن کی جڑیں اتنی مضبوط ہو گئیں کہ اب اکھاڑے نہیں اکھڑتیں۔ ماہرین بھی اسی دور کی پردہ داری کی فکر میں مستغرق تھے اور جب بات بنائے نہ بنی تو یہی سوچا کہ صدر کے احتساب آرڈیننس کے آخری دو ایام میں بل پیش کرتے ہوئے آرڈیننس کے ختم ہو جانے کی مجبوری کا انگوٹھا دونوں ایوانوں کے ارکان کے گلے پر رکھ بل پاس کرا لیا جائے۔ بل تو اس حکمت عملی سے پاس ہو گیا مگر حکومت کی حلیف جماعتوں نے بھی عدم اعتماد کی فضا میں دم گھٹنے پر کھانسنا کھنکارنا شروع کر دیا ہے۔ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ بھی سیاسی حلق میں کانٹے کی مانند اٹکا ہوا ہے۔ جب ایک اہم منصب دار کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ جس روز کالا باغ ڈیم بنا تو وہ متحدہ پاکستان کا آخری دن ہو گا تو لوگوں کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ بجائے اس کے کہ وفاقی حکومت اس کا کماحقہ نوٹس لیتی جناب وزیر اعظم نے متعلقہ اشخاص کو مزید بیان بازی سے روک دیا۔ ارباب اقتدار عوام کو بتاتے ہی نہیں کہ اقتدار کے ایوانوں میں بسنے پلنے والے اندر خانے آپس میں کیا معاہدے کرتے ہیں۔ بتایئے لوگوں کو کہ حکومت کی برتری کے لالچ میں آپ نے اے این پی سے کالا باغ ڈیم اور صوبہ سرحد کے نام کے بارے میں کیا خفیہ سمجھوتا کر رکھا ہے۔ بھارت سے تعلقات کو خوشگوار بنانے کی خواہش میں ہماری حکومت کا خوشامدانہ رویہ بھی محل نظر ہے۔ بھارت نے پاکستان کو زک پہنچانے کا کب کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیا اور اب بھی جبکہ

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

قیمت فی شمارہ : ۲ روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

عاکف سعید

مطالبہ تکمیل دستور اسلامی

حالیہ انتخابات میں مسلم لیگ کی غیر معمولی کامیابی پر ملک کے طول و عرض میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی اور عوام میں ایک نیا جوش اور ولولہ ' خواہ تھوڑی دیر کے لئے سہی ' لیکن انگڑائی لیتا محسوس ضرور ہوا۔ اس کے متعدد اسباب تھے جن میں نمایاں ترین یہ تھے کہ :

i) بے نظیر حکومت کے آخری ایام میں ہوشربا گرانی کے ساتھ ساتھ کرپشن کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے باعث کہ جس کے بہتے ہوئے دریا میں ہاتھ دھونے والوں میں خود حکومتی طبقہ جس کے سرخیل آصف زرداری تھے ' پیش پیش تھا ' عوام میں مایوسی اور بددلی آخری انتہاؤں کو چھونے لگی تھی۔

ii) سیکولرازم کا بڑھتا ہوا سیلاب پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لینے کے لئے بے تاب تھا اور صاف نظر آتا تھا کہ حکومتی سطح پر سیکولرازم کو فروغ دینے کی شعوری کوششیں ہو رہی ہیں اور اس ضمن میں نیو ورلڈ آرڈر کی طرف سے ملنے والی ڈکٹیشن پر عملدرآمد میں حکومت کی جانب سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جا رہا۔ یہ صورتحال دینی طبقات اور اسلام پسند عناصر کے لئے نہایت تشویش ناک تھی۔

یہی وجہ ہے کہ بے نظیر کی معزولی کا غیر معمولی خیر مقدم کیا گیا۔ بعد ازاں الیکشن کے نتائج نے ثابت کر دیا کہ خود پیپلز پارٹی کا پرانا ووٹر بھی اس بار اپنی پارٹی کو ووٹ دینے کے لئے گھر سے نہیں نکلا اور یوں نواز شریف کو وہ غیر معمولی کامیابی اور بھاری مینڈیٹ حاصل ہوا جس کی توقع خود مسلم لیگ کو اور اس کے حامیوں کو بھی نہیں تھی۔

اس تناظر میں مسلم لیگ کی کامیابی کا نہایت پر جوش خیر مقدم کیا گیا اور یوں لگتا تھا جیسے قوم ایک نئے جوش اور ولولے سے آشنا ہوئی ہو —— ان حالات میں داعی تحریک خلافت اور امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا ذہن اس جانب منتقل ہوا کہ یہ بہترین موقع ہے کہ تکمیل دستور خلافت کی مہم چلائی جائے۔ دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی منوانے کے لئے مناسب ترامیم تجویز کی جائیں۔ اور مسلم لیگی قیادت پر ممکنہ دباؤ ڈالا جائے ' کیا عجب کہ قیام پاکستان کے پچاس برس بعد اب موجودہ مسلم لیگی قیادت ہوشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے دو قومی نظریئے کی بنیاد پر اور اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی جانب عملی پیش رفت پر آمادہ ہو ہی جائے۔ اور اس حکومت کے ہاتھوں دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی تسلیم کروانے کے نتیجے میں ملک و ملت کا کم از کم قبلہ ہی درست ہو جائے۔ اس ضمن میں اس سے قبل مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی مرحوم و مغفور قرارداد مقاصد پاس کرانے کے لئے مہم چلا کر ایک قابل تقلید مثال قائم کر چکے ہیں۔

چنانچہ امیر تنظیم اسلامی نے اللہ کا نام لے کر ملک گیر سطح پر تکمیل دستور خلافت مہم کا آغاز کر دیا۔ لاکھوں کی تعداد میں پوسٹ کارڈ اور ٹیلی گرام کی عبارت پر مشتمل فارم طبع کرائے گئے جن پر مجوزہ دستوری ترامیم درج کی گئی ہیں اور وزیر اعظم پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان ترامیم کے ذریعے دستور میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی پارلیمنٹ سے طے کرائیں اور سود کو ختم کر کے اللہ اور رسولؐ سے جاری جنگ بند کرائیں تاکہ اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہو سکے۔ اس مہم کو وسعت دینے کی خاطر اس بات کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا کہ ان پوسٹ کارڈوں پر تنظیم اسلامی یا تحریک خلافت یا کسی بھی اور جماعت کا نام نہ چھاپا جائے ' تاکہ کسی بھی نوع کا جماعتی تعصب اس راہ میں حائل نہ ہو سکے اور ملک میں بسنے والا ہر باشعور مسلمان اس مہم میں حصہ لے سکے۔

گزشتہ دو ماہ کے دوران امیر تنظیم اسلامی کی وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب کے ساتھ تین ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ دو بار وزیر اعظم پاکستان ' امیر تنظیم سے ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی تشریف لائے۔ یہ دونوں ملاقاتیں گویا غیر سرکاری نوعیت کی تھیں جبکہ تیسری بار امیر محترم نے تنظیم اسلامی کے ایک وفد کے ساتھ وزیر اعظم سے باضابطہ ملاقات کر کے اپنا موقف تحریری طور پر ایک یادداشت کی صورت میں انہیں پیش کیا۔ ان تینوں ملاقاتوں میں امیر محترم نے انہی دو نکات پر زور دیا یعنی i) دستور پاکستان میں قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی طے کرانے کی غرض سے دستوری ترمیم ' اور ii) سود کا خاتمہ ' جس کے لئے بعض فوری عملی تجاویز بھی وزیر اعظم کے گوش گزار کی گئیں۔ ان تینوں مواقع پر امیر تنظیم کے مطالبات کے جواب میں میاں نواز شریف صاحب کا ردعمل نہایت مثبت اور حوصلہ افزا تھا ' بالخصوص ان کے والد ماجد میاں محمد شریف صاحب کا ان معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لینا اور اپنے صاحبزادوں کو اس جانب راغب کرنا نہایت خوش آئند ہے۔

گو بحالات موجودہ یہ کہنا مشکل ہے کہ میاں نواز شریف واقعتاً اس سمت میں کوئی مثبت اور ٹھوس پیش رفت کر سکیں گے یا یہ معاملہ تاخیر و تعویق کی نذر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اگر یہ بات میاں صاحب کے دل میں راسخ ہو بھی جائے اور وہ نیک نیتی کے ساتھ کوئی قدم اٹھانے پر آمادہ ہو بھی جائیں تب بھی نہ صرف اندرون پاکستان سے بلکہ بیرونی طور پر بھی ان پر بے پناہ دباؤ ہو گا۔ ان کے رفقاء کار اور حواریوں میں اکثریت سیکولر مزاج لوگوں کی ہے ' یہی معاملہ قومی اسمبلی ' سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کی اکثریت کا ہے۔ یہ لوگ یقیناً اس دستوری ترمیم کو کبھی پسند نہیں کریں گے ' اور نیو ورلڈ آرڈر ' آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک تو کسی قیمت پر نہیں چاہیں گے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست بن جائے جہاں قرآن و سنت کی بالادستی ہو اور سود پر پابندی ہو —— سودی معیشت اور بینکنگ کے موجودہ نظام ہی کے ذریعے تو وہ اژدھے کی مانند پوری پوری قوموں کو نگل جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں —— ان کی جانب سے بے پناہ مخالفانہ دباؤ کا سامنا میاں نواز شریف صاحب کو لازماً کرنا پڑے گا —— ان حالات میں ہمارے کرنے کے دو کام ہیں :

ا) "مطالبہ تکمیل دستور خلافت" کی مہم کو تیز کریں۔ عوام میں اس معاملے کا شعور اور اہمیت اجاگر کریں اور ان کی ذہن سازی کریں —— اس کے ساتھ ساتھ دینی جماعتوں کو اس ایک نکتے پر جمع کرنے کے لئے بھرپور کوشش کا آغاز کر دیا جائے۔ یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ جناب پروفیسر ساجد میر صاحب نے جو اہلحدیث مکتب فکر کے ایک اہم دھڑے کے قائد ہیں اور نواز شریف صاحب کے مستقل حلیف ہیں ' یہ بات بہت زور دے کر کہی ہے کہ وہ سود کے خاتمے کے لئے موجودہ حکومت پر ہر ممکن دباؤ ڈالیں گے اور ان کا حکومت کے ساتھ تعاون کا معاملہ سودی نظام کے خاتمے کے ساتھ مشروط ہے۔ اسی طرح

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

طالبان کی وقتی پسپائی زیادہ تشویشناک نہیں' فتح عظیم کے بعد وقتی ہزیمت صحابہؓ کو بھی اٹھانا پڑی تھی!

شیعہ سنی مفاہمت اس خطے میں امن و امان کے قیام اور عالمی غلبہ اسلام کی ایک ناگزیر ضرورت ہے

طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کے سوال پر حکومت ایران کا اقوام متحدہ کی لائن اختیار کرنے کا اعلان افسوسناک ہے

پاکستان وہ واحد ملک ہے جو اسلامی دنیا کے لئے ایک "ماڈل" بننے کی صلاحیت رکھتا ہے

امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت کے 30 مئی کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۂ آل عمران کی آیات ۱۴۰ ۱۴۱ کی تلاوت کے بعد فرمایا: افغانستان کے حالات کے بارے میں میرا تاثر یہ ہے کہ اگرچہ طالبان کی حکومت کو افغانستان میں استحکام حاصل کرنے کے بعد گزشتہ دو دنوں میں زبردست Set Backs پہنچے ہیں اور انہیں شمالی افغانستان کے کچھ علاقوں سے پسپائی بھی اختیار کرنی پڑی ہے لیکن یہ پسپائی ان شاء اللہ طالبان کے لئے باعث خطر نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ان کی آزمائش ہے جس کا مقصد انہیں اور مضبوط بنانا ہے۔ قرآنی آیات اور سیرت رسولؐ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ عہد نبویؐ میں بھی بعض غزوات میں مسلمانوں کو اسی طرح کی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ غزوہ بدر کی فتح عظیم کے صرف ایک سال بعد غزوہ احد میں مسلمانوں کو مشرکین مکہ کے ہاتھوں شدید زک پہنچی۔ غزوہ احد میں ابتدا ہی میں تین سو کے لگ بھگ افراد مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ گئے۔ اس طرح ایک تو اہل ایمان کے لشکر کی تطہیر ہو گئی۔ دوسرے انہیں سخت آزمائش کی بھٹی میں ڈال دیا گیا تا کہ اگر کوئی ہلکی سی بھی کمزوری ان میں ہو تو اس سے انہیں پاک کر دیا جائے۔ اسی طرح غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو آغاز میں سخت چرکا لگا اور عام بھگدڑ مچ گئی جس کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن میں فرمایا ہے کہ حنین کے دن کو یاد کرو جب تمہیں اپنی کثرت تعداد پر ناز ہو گیا تھا اور تم میں "عجب" پیدا ہو گیا تھا۔ (التوبہ : ۲۵) یہ ضروری نہیں کہ تمام لشکر میں عجب پیدا ہوا ہو لیکن قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ کچھ لوگوں کی خطا کو عام کر کے اس کی نشاندہی اور پکڑ کرتا ہے۔

طالبان کو شمالی افغانستان میں فتح کے بعد جو سطحی زک اٹھانی پڑی ہے اس کی تین ظاہری وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱) طالبان Trap ہوئے ہوں۔ اندازہ ہوتا ہے کہ عبدالرشید دوستم کے خلاف جنرل عبدالمالک کی بغاوت ایک چال تھی جس میں طالبان پھنس گئے اور انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

۲) دوسری ممکنہ وجہ عجب اور خود پسندی ہے۔ یہ بات اس اعتبار سے قابل فہم ہے کہ جس تیزی اور سرعت کے ساتھ طالبان فتوحات حاصل کرتے آئے ہیں اور جس طرح جہاد افغانستان میں اہم کردار ادا کرنے والے حکمت یار' احمد شاہ مسعود اور ربانی جیسے لوگ ان کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے ہیں اور ع "تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا" کا نقشہ پیدا ہوا ہے' اس نے پوری دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ شاید ان فتوحات سے ان میں ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی اور گھمنڈ پیدا ہوا ہے' چنانچہ ضروری احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھی گئیں۔ واللہ اعلم!

۳) پسپائی کی تیسری وجہ جنرل عبدالمالک اور حزب وحدت کی فوجوں کو غیر مسلح کرنے کی کوششوں کے شدید رد عمل کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔

حکومت پاکستان نے افغانستان میں طالبان حکومت کو تسلیم کر کے ایک صحیح قدم اٹھایا ہے۔ ہم اس حکومتی اقدام کی تائید اور حمایت کرتے ہیں۔ مزار شریف سے طالبان کی پسپائی پر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ طالبان گورنمنٹ کو تسلیم کرنے میں جلد بازی کی گئی ہے' یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ حقیقت میں جلد بازی نہیں کچھ تاخیر کی گئی ہے۔ ہم نے ۱۶/ اپریل ۹۷ء ہی کو یہ مطالبہ کر دیا تھا کہ چونکہ طالبان کابل پر اپنا قبضہ مستحکم کر چکے ہیں اور امن و امان قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو چکے ہیں لہٰذا ان کی حکومت کو تسلیم کیا جائے۔ یہ دونوں چیزیں تو اب بھی برقرار ہیں اور افغانستان کے تین چوتھائی سے زیادہ حصے پر طالبان کا بلا شرکت غیرے قبضہ ہے۔ ۲۶/ مئی کو پاکستان میں افغانستان کے سفیر مولوی شہاب الدین سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے افغانستان کے دورے کی پرزور دعوت دی ہے۔ چنانچہ میں بہت جلد افغانستان کے دورے کا پروگرام بنانے والا ہوں تا کہ اصل حالات کا میں بچشم خود جائزہ لے سکوں۔

افغانستان میں شیعہ تنظیم حزب وحدت نے طالبان کی شدید مخالفت کی ہے اور ایران کا بھی انتہائی منفی رد عمل سامنے آیا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ امریکہ کو شیطان بزرگ اور U.N.O کو اس کی کٹھ پتلی قرار دینے والا ایران آج افغانستان میں طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے کہ وہ اس معاملے میں U.N.O کی پیروی کرے گا۔ ہمارا مستقل موقف یہ ہے کہ مغربی استعمار کے لئے سب سے زیادہ دل خوش کن اور غلبہ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ شیعہ سنی اختلافات اور تصادم ہے۔ یہ اسی کشیدگی کا مظہر ہے کہ ایران نے طالبان کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا ہے۔ اس لئے اب کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ شیعہ سنی منافرت ختم کی جائے۔

شیعہ سنی محاذ آرائی کو ختم کرانے کے لئے ہم بھی مقدور بھر عملی جدوجہد کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ کو سلجھانے کے لئے مختلف مقامات پر تقاریر کیں۔ ایران کے مذہبی رہنما واعظ زادہ کو قرآن کالج لاہور میں شیعہ سنی مفاہمت کے حوالے سے گفتگو کی دعوت دی۔ انہوں نے میری دعوت قبول کر کے اس مسئلے پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ خمینی صاحب کا بھی یہی موقف تھا کہ جس ملک میں بھی اسلامی نظام قائم ہو وہاں پبلک لاء تو اس ملک کے اکثریتی مسلک کا ہو' البتہ پرائیویٹ معاملات اپنے اپنے مسلک کے مطابق طے کئے جائیں۔ جناب واعظ زادہ ہی کی دعوت پر پھر میں چند ماہ

پیشتر ایران کے دورہ پر گیا اور وہاں ایرانی راہنماؤں سے اس مسئلہ کے بارے میں مفصل بات چیت ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب کے لئے شیعہ سنی مفاہمت ناگزیر ہے۔ لہٰذا میں اس سلسلہ میں اپنی کوششوں کو مزید تیز کر دوں گا اور ان شاء اللہ بہت جلد متحارب گروپوں سے ملاقات کروں گا اور معاملات کو سلجھانے کی کوشش کروں گا۔ پھر ان شاء اللہ تحریک خلافت کی طرف سے ایک سیمینار منعقد کیا جائے گا جس میں ان سب حضرات کو مدعو کیا جائے گا۔ ہم اپنی جانب سے اصلاح احوال کی پوری کوشش کریں گے۔

پاکستان میں نظام اسلامی کے قیام کے ضمن میں اس کے ناگزیر دستوری تقاضوں کی تکمیل کے لئے ہماری مہم "ہمارا مطالبہ ہماری اپیل۔ دستور خلافت کی تکمیل" کے نام سے جاری ہے۔ پچھلے دنوں جب میاں محمد شریف صاحب اپنے بیٹوں نواز شریف (وزیر اعظم پاکستان) اور شہباز شریف (وزیر اعلیٰ پنجاب) کے ہمراہ ہمارے ہاں دوبارہ تشریف لائے تو میں نے اسی مہم کے سلسلہ میں نہ صرف یہ کہ اپنے مطالبات پر زور انداز میں پھر دہرائے بلکہ اس سلسلے میں وزیر اعظم سے اپنے ایک وفد کے ہمراہ اسلام آباد میں ملاقات کے لئے وقت لیا۔ چنانچہ ۲۳/ مئی کو میں اور میرے پانچ رفقاء وزیر اعظم سے ملنے اسلام آباد گئے اور ان سے بڑی مفید اور اطمینان بخش گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات میں وزیر اعظم کے ہمراہ سینیٹر راجہ ظفر الحق، جنرل عبدالمجید، ملک اسحٰق ڈار اور غوث علی شاہ بھی موجود تھے۔

N.N.I نے میرے حوالے سے انتہائی غلط اور من گھڑت رپورٹنگ کی ہے۔ جس کی بنا پر اخبارات نے مجھ سے منسوب یہ بیان شائع کیا کہ "اگر وزیر اعظم آئین سے غیر اسلامی دفعات خارج کر دیں تو نواز شریف کے سر پر خلافت کا تاج سجایا جا سکتا ہے" میں نے خلافت کا تاج کسی کے سر پر رکھنے کا قطعی طور پر کوئی ذکر ہی نہیں کیا، محض اتنا کہا تھا کہ اگر آئین میں مجوزہ پانچ ترامیم شامل کر لی جائیں تو پاکستان میں اسلامی نظام یا نظام خلافت کے کم از کم دستوری تقاضے پورے ہو جائیں گے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک فرد محض کلمہ شہادت پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے لیکن حقیقی مسلمان بننے کے لئے اس پر لازم ہے کہ نماز، روزہ اور ارکان اسلام کو سیکھے اور ان پر عمل کرے۔ گویا ایک قانونی ایمان ہے اور دوسرا حقیقی! اسی طرح کسی ریاست کا اسلام لے آنا اور ہے اور اس کے نظام کا حقیقی معنوں میں "خلافت" بن جانا دوسری بات ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ قانونی اسلام کی بھی بڑی اہمیت ہے۔

اس وقت پوری دنیا کو اور بالخصوص اسلامی ممالک کو خلافت کے ماڈل کی ضرورت ہے۔ کچھ عرصہ ہوا میری ملاقات ڈاکٹر جاوید اقبال سے ہوئی، جو تازہ تازہ وسط ایشیائی نو آزاد مسلم ریاستوں کا دورہ کر کے وطن واپس آئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ جہاں بھی گئے وہاں ان سے پوچھا گیا کہ کہیں کوئی مثالی اسلامی ریاست قائم ہے تا کہ کوئی نمونہ ان کے سامنے آ سکے؟ ایسا نمونہ جس میں اسلام کے بنیادی اصول بھی کار فرما ہوں اور عصر حاضر کے تقاضے بھی سمو لئے گئے ہوں اور بالخصوص جمہوریت کا عنصر بھی شامل ہو۔ وہاں کے دانشوروں کا کہنا یہ ہے کہ ہمیں سعودی عرب کا نظام بطور ماڈل قبول نہیں کیونکہ وہاں بادشاہت ہے، اور نہ ایران کا نظام ماڈل بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ "تھیوکریسی" کی ایک شکل ہے۔ روسی ریاستوں کے علاوہ افغانستان کو بھی ماڈل کی ضرورت ہے۔ اور پورے عالم اسلام میں صرف پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے، چنانچہ یہ خلافت کے لئے ماڈل بن سکتا ہے اگر یہاں صحیح معنوں میں خلافت قائم ہو جائے تو اس میں جمہوریت کو سمویا جا سکتا ہے۔ پاکستان جمہوریت کے بطن سے پیدا ہوا اور اسلام اس کی پہچان ہے۔ پاکستان واحد ملک ہے جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ولدیت اسلام ہے۔ اسلام ہی کے نام پر لاکھوں جانیں قربان کی گئیں، عزتیں لٹیں اور ان لوگوں نے بھی قربانی دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جن کے علاقوں کا پاکستان میں شامل ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ آخر میں میری رفقاء تنظیم سے گزارش ہے کہ مشعلوں کو تیز کیجئے اور دیگر نمازیوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ تحریک خلافت میں جس قدر ممکن ہو سکے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور تکمیل دستور خلافت کی مہم میں ہمارا بھرپور ساتھ دیں۔

نامے میرے نام

مکرمی و معظمی جناب برادرم حافظ عاکف سعید صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عرض ہے کہ آپ نے "ندائے خلافت" کو ہفت روزہ بنا کر بہت اچھا قدم اٹھایا ہے۔ ہم جیسے دور دراز رہنے والے جلد جلد حالات سے مطلع ہوں گے۔

الحمد للہ طالبان نے افغانستان کے بیشتر علاقوں پر قبضہ حاصل کر لیا ہے اور حکومت پاکستان نے بھی طالبان حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب حضرت اقدس مخدومی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدظلہ امیر تنظیم اسلامی کے کلمہ حق کی برکت ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے طالبان کی مکمل حمایت کی، اور ان شاء اللہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہو گی کہ اللہ تعالیٰ طالبان کی شکل میں ایک صحیح اسلامی خلافت ایشیا کے اکثر ممالک میں جاری فرمائے گا۔ قلندر ہرچہ گوید والا معاملہ ہو گا اور لو اقسموا باللہ لابرہ کے مصداق اللہ تعالیٰ یہ بات سچ ثابت فرمائے گا۔

میری طرف سے حضرت ڈاکٹر صاحب اور تمام ساتھیوں کو سلام مسنون عرض فرما دیں۔ بندہ ہمیشہ ڈاکٹر صاحب کے لئے دعاگو رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ، حضرت محترم کے ذریعے سے بڑا خیر پھیلا رہا ہے۔ مخدوم سچ سچ خادم قرآن ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت نصیب فرمائے۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

مولانا ایاز احمد حقانی

مہتمم جامعۃ الاسلامیہ الفریدیہ

کانگرہ، شبقدر فورٹ، چارسدہ، پشاور

☆

محترم عاکف سعید صاحب، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ "ندائے خلافت" کا شمارہ نظر سے گزرا۔ سادگی کے باوجود اچھی Get up اور حسن ظاہری و معنوی سے لبریز پایا۔ اللہ کرے کہ یہ سلسلہ کامیابی سے چلتا رہے۔ شکریہ۔

مختار حسین فاروقی، ملتان

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ذیل ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والے وزیراعظم کو ملکی پالیسیاں وضع کرنے میں بھی جمہوری انداز اختیار کرنا چاہئے

اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھامنے ہی سے طاغوتی قوتوں کے قلعوں میں شگاف ڈالا جا سکتا ہے

حکومت نے برسراقتدار آتے ہی کالاباغ ڈیم کی تعمیر کو اولین ترجیح قرار دیا تھا لیکن.....

مسلم لیگ کی حکومت کے پہلے ۱۰۰ دن مکمل ہونے پر مرزا ایوب بیگ کی نگاہ واپسیں

پاکستان کے تہجد گزار صدر جناب فاروق احمد خان لغاری نے ۵ نومبر ۱۹۹۶ء کو نصف شب کے بعد عین تہجد کے وقت B-2-58 کے تحت اپنے آئینی حق کو استعمال کرتے ہوئے ۱۹۹۳ء میں پانچ سال کے لئے منتخب کی گئی قومی اسمبلی کو تحلیل کر دیا اور اپنی ہی پارٹی کی لیڈر محترمہ بے نظیر کی حکومت کو چلتا کیا۔ صدر و وزیراعظم اختلافات یوں تو سال نو کے آغاز میں جنرل جہانگیر کرامت کی تقرری سے پیدا ہو گئے تھے۔ لیکن ججوں کی تقرری کے بارے میں ۲۰/مارچ کو سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے پر عمل درآمد کے ضمن میں جب بے نظیر حکومت نے لیت و لعل سے کام لیا تو اختلافات کی یہ خلیج مزید وسیع ہو گئی۔ بے نظیر حکومت چونکہ مہنگائی اور حکومتی افراد بالخصوص مرد اول آصف زرداری کی لوٹ مار سے بہت بدنام ہو چکی تھی لہٰذا ملک بھر میں حکومت کی برطرفی کا بحیثیت مجموعی خیر مقدم کیا گیا۔ صدر لغاری نے آئینی تقاضوں کے مطابق نگران حکومت قائم کر دی جس کا سربراہ ملک معراج خالد کو مقرر کیا گیا اور ۹۰ دن میں غیر جانبدارانہ 'منصفانہ اور شفاف عام انتخابات کا انعقاد نگران حکومت کی اولین ذمہ داری ٹھہری۔ ۱۹۷۳ء کا آئین جس کے بعض حصوں کو معطل کر کے جنرل ضیاء الحق نے اقتدار پر قبضہ کیا تھا اور اس میں ترمیم کرنے کا حق سپریم کورٹ سے حاصل کر لیا تھا' ۱۹۸۵ء میں انہوں نے اس کی اچھی خاصی "مرمت کر کے" اور اسے پارلیمانی اور صدارتی نظام کا ملغوبہ بنا کر ملک میں نئے عام انتخابات منعقد کروائے اور نئی وجود میں آنے والی اسمبلی سے بعض رد و بدل کے بعد اسے منظور بھی کروا لیا۔ B-2-58 بھی اسی موقع پر آئین کا حصہ بنی جس نے صدر کو اسمبلی شکن ہتھوڑا فراہم کر دیا۔ صدر لغاری سے پہلے خود صدر ضیاء الحق اور صدر اسحاق خان' محمد خان جونیجو' بے نظیر اور نواز شریف حکومتوں کے خلاف اس ہتھوڑے کا استعمال کر چکے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہر مرتبہ نگران حکومت آئینی تقاضوں کے مطابق ۹۰ دن کے اندر انتخابات کروا کر منتخب حکومت کو پروقار انداز سے اقتدار منتقل کرتی رہی۔

اس مرتبہ صدر لغاری نے عام انتخابات منعقد کروانے کے ساتھ ساتھ نگران حکومت کی یہ ذمہ داری بھی لگائی کہ وہ بدعنوان اور کرپٹ سیاستدانوں کا احتساب کرے اور جن لوگوں نے قومی دولت کو لوٹا ہے انہیں بے نقاب کیا جائے اور نااہل قرار دے کر عام انتخابات میں حصہ لینے سے روک دیا جائے۔ پھر ہر طرف سے احتساب احتساب کی وہ رٹ لگی کہ یوں محسوس ہونے لگا کہ ایک مرتبہ ساری قوم کو چھلنی سے گزارا جائے گا اور تمام گندے عناصر کو پھینک باہر کیا جائے گا۔ خصوصاً قاضی حسین احمد کی زیر قیادت جماعت اسلامی نے احتساب کا ایسا پرزور اور پرجوش مطالبہ کیا کہ بالآخر پہلے احتساب پھر انتخاب کا نعرہ لگا کر عام انتخابات کے عمل سے علیحدہ ہونا ان کی مجبوری بن گیا اور شاید عافیت بھی اسی میں سمجھی گئی۔ نگران حکومت بھی عبرتناک اور بے رحم احتساب کی مسلسل گردان کرتی رہی۔ عوام کا موڈ گو احتساب کو انتخاب پر ترجیح دینے کا نظر نہیں آ رہا تھا لیکن وہ کڑے احتساب کے خواہشمند ضرور تھے۔ اس لئے کہ اخبارات جو بے نظیر دور میں آصف زرداری کی کرپشن کی خبروں سے لدے پھندے ہوتے تھے' اس سے انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ آصف زرداری سے اگر یہ دولت اگلوالی گئی تو قوم کی خوشحالی کے لئے یہی کافی ہے۔ لیکن آصف زرداری کی محض گرفتاری کے سوا نگران حکومت عملی احتساب کی طرف ایک قدم بھی نہ اٹھا سکی۔ اور قابل صد تحسین ہے ملک معراج خالد کی یہ صاف گوئی کہ انہوں نے واضح طور پر اعتراف کر لیا کہ ان کی حکومت احتساب کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئی ہے اور اب وہ صرف انتخابات کروائیں گے۔ انتخابات بروقت منعقد ہوئے اور ایسے نتائج برآمد ہوئے کہ کامیاب جماعت اور اس کا لیڈر خود حیران رہ گئے۔ ایسے بھاری مینڈیٹ کی پاکستان کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ قومی سطح پر پنجاب میں مسلم لیگ کی واحد حریف جماعت' پاکستان پیپلز پارٹی کا مکمل طور پر صفایا ہو گیا۔ ووٹنگ' گنتی اور نتائج مرتب کرنے کے معاملے میں کوئی بڑی دھاندلی سامنے نہ آئی اور دنیا کی اکثر تحقیقاتی ایجنسیوں نے بحیثیت مجموعی انتخابات کو منصفانہ اور غیر جانبدارانہ قرار دیا۔

مغربی معاشرے نے جہاں بہت سی خباثتوں کو جنم دیا ہے وہاں بہت سی اچھی روایات کو بھی متعارف کرایا ہے اور ان کے استحکام کے لئے بھرپور جدوجہد بھی کی ہے۔ عمرانی سطح پر جمہوری معاشرے کا قیام اور مقتدر لوگوں کی گرفت کے لئے بعض روایات کا استحکام مغربی معاشرے کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ انہی روایات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر نئی حکومت کے پہلے ۱۰۰ دن کا بے لاگ تجزیہ کیا جائے۔ اچھے کاموں کی تائید اور غلط کاموں پر بھرپور تنقید کی جائے' تاکہ وہ حکومت جو نئی نئی پالیسیاں ترتیب دے رہی ہو بروقت انتباہ پر آغاز ہی میں اپنی سمت کو درست کر سکے۔ ۳۱ مئی ۱۹۹۷ء کو نواز حکومت کے ۱۰۰ دن مکمل ہو چکے ہیں۔ گو میاں نواز شریف ۱۷ فروری کو پارلیمانی لیڈر منتخب ہوئے لیکن ان کی نشری تقریر ۲۳/ فروری کو ہوئی جس میں انہوں نے اپنی حکومت کی ترجیحات اور پالیسی کے اہم نکات بیان کئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

۱) low paid طبقے کی تنخواہ میں ماہانہ تین سو روپیہ اضافہ کا اعلان کیا گیا۔

۲) قرض اتارو ملک سنوارو کا سلوگن عوام کو دیا اور قرض اتارنے کے سلسلہ میں ایک فنڈ قائم کیا جس کی تین سطحیں قائم کی گئیں۔

i) عوام قومی خزانے میں عطیات جمع کرائیں۔

ii) عوام ملکی خزانے کو کم از کم ۲ سال کے لئے قرض حسنہ دیں۔

iii) عوام ۲ سال کے لئے نفع کے ساتھ قومی خزانے

میں رقم جمع کرائیں۔

۳) ہر پاکستانی جو بیرون ملک مقیم ہے پاکستان کو سرکاری ریٹ پر ۱۰۰۰ ڈالر بھیجے۔

۴) ۲ سال کے لئے بیاہ شادیوں پر کھانا کھلانے کی مکمل پابندی۔

۵) مستقبل قریب میں صنعتی اور زرعی پیکج دیا جائے گا تاکہ ملکی صنعت بحال ہو اور زراعت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔

۶) ٹیکس اور محصولات کی شرح کو کم کر کے معقول سطح پر لایا جائے گا تاکہ رشوت کی لعنت کو ختم کیا جا سکے۔

۷) چھوٹی کابینہ تشکیل دی جائے گی۔ بہت سے سرکاری محکموں کو ختم کر کے غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کیا جائے گا۔

اس نشری تقریر کا عوام نے زبردست خیر مقدم کیا۔ اس کا فوری رد عمل یہ ہوا کہ ڈالر کے مقابلے میں روپیہ مستحکم ہوا۔ بیاہ شادیوں پر کھانے کی پابندی کی وجہ سے چاول چینی اور مصالحہ جات میں روز مرہ ضروریات زندگی کی چیزوں کی قیمتیں یکدم کم ہوئیں۔ سٹاک ایکسچینج مارکیٹ میں کئی پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔ البتہ قرض اتارو ملک سنوارو مہم کی گو بڑی تشہیر کی گئی اور اس فنڈ میں رقم حاصل کرنے کے بعض نامناسب طریقے بھی استعمال کئے گئے لیکن مالدار طبقے کی طرف سے response حوصلہ افزا نہیں تھا۔ خاص طور پر عطیات جس کی قومی خزانے کو شدت سے ضرورت تھی' کل اکٹھی ہونے والی رقم کا بمشکل دس فیصد تھے۔

اس نشری تقریر کے ہر سننے والے نے محسوس کیا کہ قوم کا یہ منتخب قائد کچھ کرنا چاہتا ہے' خصوصاً معاشی سطح پر وہ پاکستان کی تعمیر نو چاہتا ہے۔ پاکستان جو دیوالیہ ہوا چاہتا ہے سے ایشین ٹائیگر بنانے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ بہرحال اس تقریر اور اس میں ظاہر کئے گئے عزائم کا ہر خاص و عام نے بھرپور خیر مقدم کیا۔ کاش جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والے قائد کا اپنی ان پالیسیوں کو وضع کرنے کے انداز میں بھی جمہوری طرز کو اختیار کیا جاتا۔ قوم کے سامنے یہ سب کچھ ایک فرد کی خواہش اور عزم کے طور پر نہ آتا بلکہ ایک پارلیمانی پارٹی کے قائد کی حیثیت سے آتا۔ پہلا کام کابینہ کی تشکیل ہوتی اور کابینہ اور پارلیمانی پارٹی کو اعتماد میں لے کر ملک کا وزیر اعظم ذاتی طور پر نہیں بلکہ حکومتی نمائندے کی حیثیت سے مستقبل کی پالیسیاں اپنے عوام کے سامنے پیش کرتا۔ شاید جمہوریت کی روایات کو مستحکم کرنے میں ابھی ہمیں بہت تربیت کی ضرورت ہے۔

حکومت کو آغاز ہی میں فرقہ واریت کی بنیاد پر دہشت گردی اور آٹا کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ جس سے حکومت کی مقبولیت متاثر ہوئی۔ ڈالر کے مقابلے میں روپے کا استحکام بھی عارضی ثابت ہوا اور مہنگائی نے پھر سر اٹھانا شروع کر دیا۔ بدترین جھٹکا جو نواز حکومت کو پہلے ۱۰۰ دن میں لگا وہ خود مسلم لیگ کی صفوں میں عدم اطمینان اور بعض قریبی اہم ساتھیوں کا حکومت سے اظہار ناراضگی ہے جن میں شیخ رشید احمد اور اعجاز الحق خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صرف ۱۰۰ دن میں کارکنوں میں اس قدر تلخی آ چکی ہے کہ وہ تنظیمی اجتماعات میں قائدین کے گلے پڑ جاتے ہیں۔

کراچی کے حالات پھر دگرگوں ہیں۔ لاشیں پھر اٹھنی شروع ہو گئی ہیں۔ مسلم لیگ اور ایم کیو ایم جو حلیف جماعتیں ہیں' آپس میں دست و گریباں ہیں' گو مشترکہ دشمن کے خوف کی وجہ سے اتحاد کو گھسیٹا جا رہا ہے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ لیاقت جتوئی اپنی کرسی کے تحفظ میں ایم کیو ایم کے سامنے بچھے جا رہے ہیں جس سے مسلم لیگی کارکنوں میں اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ کراچی سے مسلم لیگ کے ایم این اے کھل کر ایم کیو ایم کے سامنے آ چکے ہیں اور کسی جماعتی ڈسپلن کی پرواہ کئے بغیر وزیر اعلیٰ کو بے نقط سنا رہے ہیں۔

مسلم لیگ (ن) نے پنجاب میں اپنے انتخابی جلسوں میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں تاخیر کو ملک کے لئے تباہ کن گردانتے ہوئے برسراقتدار آتے ہی ڈیم کی تعمیر کو اولین ترجیح قرار دینے کے عزم کا اظہار کیا تھا لیکن اب صورت یہ ہے کہ اے این پی کی دھمکیوں سے خوفزدہ ہو کر وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے رفقاء کو ڈیم کی تعمیر کے بارے میں بیانات دینے سے بھی منع کر دیا ہے۔ یہ صورت حال بڑی افسوسناک ہے۔ سیاسی دشمنی یا دوستی کو ملکی مفادات پر ہرگز ترجیح نہیں دی جانی چاہئے۔

احتساب کے معاملے میں منتخب حکومت کی کارکردگی نگران حکومت سے مختلف نہیں۔ کسی کرپٹ سیاستدان پر ابھی تک ہاتھ نہیں ڈالا جا سکا' اور جو احتساب بل سینٹ سے پاس کروایا گیا ہے اس پر اپنے بھی تنقید کر رہے ہیں۔ اعلان کے مطابق احتساب کا آغاز ۸۵ء کی بجائے ۹۱ء سے کرنے سے شکوک و شبہات جنم لے رہے ہیں۔ تاجروں اور حکومت کے مابین ابھی ہنی مون کی کیفیت جاری ہے۔ حکومت بجٹ سازی میں تاجروں کو اعتماد میں لے رہی ہے۔

ان ۱۰۰ دنوں میں ایک داخلی اور دوسرا خارجی سطح پر حکومت نے انتہائی جرات مندانہ قدم اٹھایا ہے۔ داخلی سطح پر آٹھویں ترمیم کے اس حصے کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا ہے جس نے آئین کو نہ پارلیمانی رہنے دیا تھا اور نہ صدارتی۔ آج بھی بعض آوازیں B-2-58 کے حق میں اٹھ رہی ہیں اور اسے سیفٹی والو قرار دیا جا رہا ہے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ اس شق کے فوائد کتنے ہیں اور نقصانات کتنے بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ کون سا نظام اپنانا چاہتے ہیں' پارلیمانی یا صدارتی؟۔ فوری نفع و نقصان کا میزان قائم کرنے کی بجائے اصولی موقف اختیار کرنے سے خود اعتمادی پیدا ہو گی جو دیرپا استحکام کی بنیاد بنے گی۔

خارجی سطح پر افغانستان میں طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنا ایک انتہائی جرات مندانہ قدم ہے۔ جس سے دنیا کے اس انتہائی حساس علاقے میں ہمارے اثر و رسوخ میں اضافہ ہو گا۔ بھارت سے تعلقات کے معاملے میں بھی نواز حکومت کا رویہ حقیقت پسندانہ ہے' البتہ اس میں سبک رفتاری نقصان دہ ہو گی۔

اسلامائزیشن کی طرف حکومت کی پیش رفت عملی طور پر تو صفر ہے البتہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے برسراقتدار خاندان کی پے درپے ملاقاتوں اور وزیر اعظم کی طرف سے بعض یقین دہانیوں کے بعد یہ امید بندھی ہے کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی عملی قدم اٹھائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اس وقت جن اندوہناک حالات سے دوچار ہے اللہ کی مدد کے بغیر اس کی تعمیر نو اور استحکام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت کو توفیق دے کہ وہ اس کی رسی کو تھام لے' تبھی طاغوتی قوتوں کے قلعوں میں شگاف ڈالنا ممکن ہو گا۔

سانحہ ارتحال

ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب شمس الحق اعوان کی والدہ ماجدہ کا گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء تنظیم اور ندائے خلافت کے جملہ قارئین سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

محمد اشرف وصی کا حلقہ پنجاب شرقی زریں کا مطالعاتی دورہ

تنظیم میں اعلیٰ سطحی انتظامی تبدیلیوں کے بعد محمد اشرف وصی نے حلقہ پنجاب شرقی زریں کا مطالعاتی دورہ کیا۔ انہوں نے بہاولنگر اور ہارون آباد میں رفقاء واحباب سے خصوصی ملاقاتیں کیں اور آئندہ کے لئے تنظیم اسلامی کی دعوت کی توسیع کے لئے تفصیلی مشورہ کیا گیا۔ ناظم حلقہ نے ساہیوال اور پاکپتن میں بھی رفقاء واحباب سے ملاقاتیں کیں۔

ملت اسلامیہ کا اصل المیہ

اقتدار احمد مرحوم

ہفت روزہ "ندا" اور "ندائے خلافت" کے بانی جناب اقتدار احمد مرحوم و مغفور کا انتقال آج سے ٹھیک دو سال قبل ۶/ جون ۱۹۹۵ء کو ہوا تھا۔ ان کی تحریر نہایت جاندار ہوتی تھی اور طرز نگارش انتہائی منفرد۔ ان کی تحریروں میں زبان و ادب کی چاشنی کے ساتھ ساتھ کسی ماہر اور تجربہ کار سرجن کے نشتر کی کاٹ کا مزا پڑھنے والے کے لطف کو دوآتشہ کر دیتا تھا۔ ایک دینی سیاسی جریدے کے مدیر ہونے کے ناطے وہ بالعموم وقتی حالات اور ملکی سیاسی صورت حال پر اداریے اور مضامین تحریر کرتے تھے لیکن اس کے باوجود "ندائے خلافت" اور "ندا" کی پرانی فائلوں میں مرحوم کی ایسی تحریریں جابجا ملتی ہیں جو آفاقی رنگ لئے ہوئے ہیں اور آج بھی روز اول کی طرح تر و تازہ ہیں۔ مرحوم کی ایک ایسی ہی تحریر جس میں ہمارے لئے دعوت فکر بھی ہے اور راہ عمل کا تعین بھی' ذیل میں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔ بلاشبہ اس نوع کی تحریریں ان کے لئے صدقہ جاریہ کا درجہ رکھتی ہیں۔
اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک۔ (آمین)

دنیا کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زائد انسانوں پر مشتمل ملت اسلامیہ جسے کفر کی ملت واحدہ کے مقابلے میں جسد واحد ہونا چاہئے تھا' نہ صرف ٹکڑوں اور ٹکڑیوں میں بٹی ہوئی ہے بلکہ باہم دگر آویزش کے باعث نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کا شکار بھی ہے۔ حال کی تاریخ میں مجاہدین افغانستان نے اگر ایک روشن باب کا اضافہ کیا تو پڑوس میں ہی تقریباً اتنے ہی عرصے سے جاری ایران عراق جنگ ایک متوازی تاریک باب رقم کیا۔ قبلہ اول کی اغیار کے غاصبانہ قبضے میں گئے اکیس (۲۱) سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے اور اس کی بازیافت کی کوئی امید بر نہیں آتی۔ فلسطینیوں کو غلامی اور غریب الوطنی کا داغ اٹھاتے چالیس سال ہونے کو آتے ہیں اور ان پر افتاد بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے' کمی کے کوئی آثار نہیں۔ چالیس لاکھ کشمیری مسلمانوں کو آزادی و خود مختاری دلاتے دلاتے ہم نے ان کے طوق غلامی کو زیادہ بھاری ہی نہیں کروا ڈالا' اس مملکت خداداد کو بھی دولخت کرا بیٹھے جسے دنیا کی سب سے بڑی اقلیم مسلم ہونے کا اعزاز اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نقطہ آغاز ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی اس کثیر تعداد کا بہت بڑا حصہ بظاہر آزاد و خود مختار اور ذرائع و وسائل سے مالا مال ہے لیکن کفر و الحاد کی علم بردار قوتوں کی فکری' علمی اور تہذیبی غلامی کا جوا بدستور اس کی گردن پر رکھا نظر آتا ہے۔

شاعر مشرق کے پیغام کا خلاصہ یہ تھا کہ ؎

خوار از مہجوری قرآں شدی
شکوہ سنج گردش دوراں شدی

اے چو شبنم بر زمیں افتدہ ای
در بغل داری کتاب زندہ ای

یعنی اے امت مسلمہ تو قرآن سے دوری کے باعث ذلیل و خوار ہو رہی ہے۔ تیرا گردش زمانہ سے شکوہ بجا نہیں۔ تجھے تو شبنم کی طرح زمین پر گرا پڑا نہیں ہونا چاہئے تھا جبکہ ایک زندہ و پائندہ کتاب تیری بغل میں ہے۔ اور ادھر رمضان المبارک میں قرآن حکیم کا پڑھنا اور سننا تو گلی گلی ہو رہا ہے لیکن محض ثواب کی خاطر۔ اس سے روشنی اور رہنمائی کی طلب اور امید رکھنے والے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔

یہ نعرہ کہ ملت اسلامیہ کی اساس ایک اللہ' ایک رسولؐ اور ایک کتاب پر ہے' سب کانوں کو آشنا لگتا ہے لیکن کتنے ہیں جو اس کے مضمرات پر غور کرنے کی زحمت بھی اٹھاتے ہوں۔ توحید الٰہی تو ملت اسلامیہ ہی کی نہیں وحدت انسانیت کی بھی بنیاد ہے اور پھر ان دیکھے خدا کو ماننے والوں کی اقوام غیر میں بھی کمی نہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مشن مکمل کر کے' انسانیت کو جنت ارضی کا ایک نمونہ دکھا کے' پیچھے آنے والوں کے لئے اپنے نقوش پا چھوڑ کر اور نبوت و رسالت کا دروازہ بند کر کے اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ ہاں ایک کتاب وہ چھوڑ گئے ہیں اور وضاحت فرما گئے ہیں کہ اس کی شکل میں تمہارے لئے میں حبل اللہ المتین' اللہ کی ایک مضبوط رسی چھوڑے جا رہا ہوں' اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے تو فلاح پاؤ گے ورنہ اسلام اور مجھ سے نسبت تمہارے کسی کام نہ آئے گی۔ اللہ کی وہ مضبوط رسی (قرآن) قبول صورت لکھائی چھپائی میں اور خوش شکل جلدوں میں ہر مسلمان گھرانے میں موجود ہے لیکن افسوس کہ ملت اسلامیہ کی اصل' محسوس اور موجود اساس اساس ہی کو ہم چھوڑ بیٹھے اور متبادل اساسات کی تلاش میں اندھوں کی طرح ٹامک ٹوئیے مار رہے ہیں۔ ہمارا ماضی اور بزرگوں کا ورثہ شاندار ہے اور دشمن بھی اس کی عظمت کے قائل ہیں لیکن اپنا حال اور اپنی کمائی ناگفتہ بہ۔ وجہ اس تغیر حال کی واحد ہے ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآن سے دوری اور مہجوری ہی ملت اسلامیہ کا اصل المیہ ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کے زعماء' مفکرین اور دانشوروں نے اتحاد و تقویت ملت کے سینکڑوں ٹونے ٹوٹکے آزما کے دیکھ لئے ہیں۔ قومیت' وطنیت' نسل' زبان' مادی وسائل' ترقی کے زینے' رابطے' کانفرنسیں' جمہوریت' اشتراکیت غرض کونسا حربہ ہے جو استعمال نہیں ہو چکا لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ نیم حکیموں کے نسخوں اور پیروں فقیروں کی جھاڑ پھونک سے یہاں کچھ حاصل نہ ہو گا کیونکہ ع

علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

مسلم ممالک میں جن لوگوں کے ہاتھوں میں زمام کار ہے' وہ اور تو سب کچھ کرنے کو تیار ہیں' کوئی بات نہیں منظور تو وہ رجوع الی القرآن ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ نہ لیا جائے کہ انہیں واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ہی سے کد ہے۔ وہ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں تو پھر تفرقہ کیسا۔ یہ رسی تو انہیں یک جان کر دے گی' بنیان مرصوص بنا دے گی۔ افسوس کہ انہیں در در بھیک مانگنا بھلا لگتا ہے' اگر حجاب آتا ہے تو ایک ہی دروازے سے جس پر دھرنا مار بیٹھیں تو بے طلب بھی ملے گا اور اغیار کے آگے دریوزہ گری سے گلو خلاصی الگ ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

واقعہ یہ ہے کہ قرآن کی انقلابی دعوت ان کے ذاتی مفادات کو گالی کی طرح لگتی ہے۔

دنیا بھر میں جہاں جہاں احیائے اسلام کی بات ہو رہی ہے وہاں بھی بات تب ہی بنے گی جب دعوت و اصلاح کا ذریعہ اور انقلاب کا آلہ قرآن ہو گا۔ اسی سے وہ رنگ ملے گا' صبغت اللہ' جو ہر گورے کالے کو یک رنگ کر دے اور اسی کی زبان وہ ذریعہ ابلاغ ہے جس سے نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاک کاشغر سب ایک ہی بولی بولنا شروع کر دیں گے ؎

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی' نہ ایرانی' نہ افغانی

روداد اجتماع

لاہور میں تنظیم اسلامی ایک متحرک تنظیم کے طور پر ایک نئے روپ میں نظر آنی چاہئے!

رفقاء تنظیم انفاق مال، ایثار ذات اور بذل نفس پر مبنی لائحہ عمل اختیار کریں — امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی خطاب

چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی

پنجاب شرقی کے ذیلی حلقہ لاہور کے رفقاء کا خصوصی اجتماع

رپورٹ : نعیم اختر عدنان

تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کے تیسرے سالانہ اجتماع کے متصلاً بعد تنظیم کی مرکزی مجلس مشاورت اور بعد ازاں توسیعی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ہوئے۔ ۴ تا ۶ مئی کی تاریخوں میں منعقدہ توسیعی عاملہ کے اجلاس میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے تنظیم کے نظم میں کئی تبدیلیاں کیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ نے ندائے خلافت کی گزشتہ اشاعت میں تنظیمی وانتظامی امور کے ضمن میں اہم اطلاعات کے عنوان سے مذکور تبدیلیاں آپ کی نظر سے گزری ہوں گی۔

امیر محترم نے اپنے انقلابی قافلے کو "متحرک" کرنے کے لئے تنظیم اسلامی کے حلقہ جاتی نظم میں ناظمین کی بجائے امرائے حلقہ جات کا تقرر بھی کیا ہے اور حلقہ جات کی نئی تشکیل و ترتیب بھی قائم کی ہے۔ چنانچہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن کے علاوہ ساہیوال اور بہاولنگر کے اضلاع پر مشتمل ایک نیا حلقہ "پنجاب شرقی" کے نام سے قائم کیا گیا ہے۔ اس حلقے کی امارت کے فرائض کی ادائیگی کے لئے ڈاکٹر عبدالخالق کا تقرر عمل میں آچکا ہے۔ چنانچہ اب تنظیم اسلامی کا قافلہ "ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا" کے مصداق غلبہ دین کے کٹھن مگر ناگزیر فریضے کی تکمیل کے لئے نئے عزم کے ساتھ محو سفر ہو چکا ہے۔ امیر محترم اپنی صحت اور عمر کے طبعی تقاضوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بے پناہ لگن اور ذوق وشوق کے ساتھ ہم جیسے "کم کوش" راہیوں کو بھی قافلے کے ساتھ چلنے پر آمادہ کرنے کی "دھن" میں صبح وشام غلطاں و پیچاں نظر آتے ہیں۔ اسی پس منظر میں پنجاب شرقی کے ذیلی حلقہ لاہور کے رفقاء کا خصوصی اجتماع قران آڈیٹوریم لاہور میں منعقد ہوا۔

حلقہ لاہور کے ہردلعزیز اور ادھیڑ عمر لیکن جواں ہمت رفیق محترم فیاض حکیم نے میزبانی کے فرائض ادا کرتے ہوئے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق، امیر حلقہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق اور حلقہ میں شامل تنظیموں کے امراء کو مخصوص نشستوں پر بیٹھنے کی دعوت دی۔ تنظیم اسلامی کی دعوت کے مرکز و محور اور مبنی و مدار کی حیثیت چونکہ قرآن مجید کو حاصل ہے لہٰذا تنظیم کا اجتماع چاہے دعوتی ہو یا تربیتی، اس کا آغاز کتاب مقدس کی آیات بینات کی تلاوت ہی سے ہوتا ہے۔ تنظیم کے اجتماعات میں تلاوت قرآن بھی درحقیقت "تذکیر بالقرآن" ہی کا مظہر ہوتی ہے۔ امیر محترم کے خلف الرشید برادر محترم ڈاکٹر عارف رشید نے "سورہ الحاقہ" کے ذریعے دنیا کی بے ثباتی اور قیامت کی ہولناکی پر مبنی قرآنی الفاظ کے پرشکوہ اور پرہیبت نقشے کو خوبصورت اور زور دار انداز تکلم میں واضح کرتے ہوئے کہا کہ "دنیا کے خاتمے کے بعد اچھے اور برے اعمال کا بے لاگ بدلہ دیا جائے گا، وہاں اعمال نامے کا دائیں ہاتھ میں دیا جانا خوش بختی وکامرانی کا مظہر ہوگا تو بائیں ہاتھ میں تھمایا جانے والا نامہ اعمال انسان کی بدبختی اور ناکامی کا مظہر قرار پائے گا۔ عالم آخرت میں فوز و فلاح کی خواہش اور تمنا ہم میں سے ہر ایک کے دل میں مچلتی ہے مگر اس کے لئے محنت و کوشش کرنا بھی از حد ضروری اور لازم ہے۔ تذکیر بالقرآن کے بعد امیر حلقہ پنجاب شرقی جناب ڈاکٹر عبدالخالق کو رفقاء

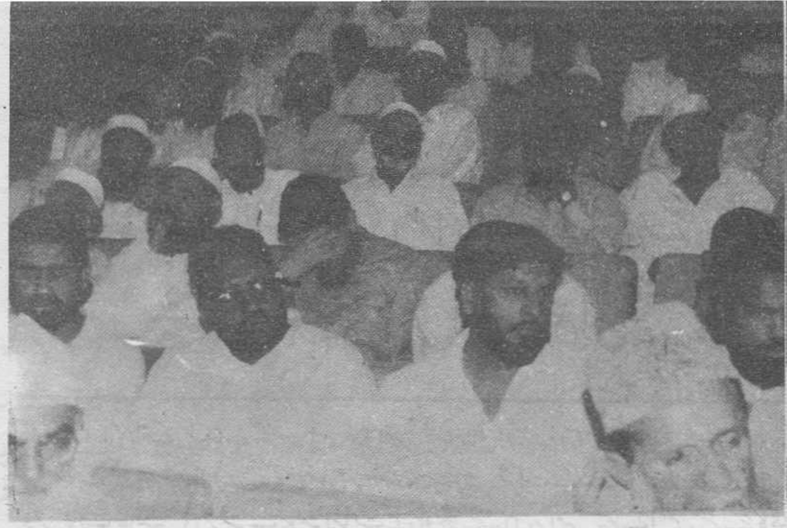

سے خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں سورہ مائدہ کی آیت 93 کو موضوع گفتگو بناتے ہوئے "احسان کے قرآنی تصور" کو واضح کیا اور کہا کہ احسان کا ایک پہلو مخلوق خدا کی خدمت اور بھلائی ہے۔ تقویٰ کے وسیع تر مفہوم کو رفقاء کے سامنے آشکارا کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دنیا میں رہتے ہوئے معصیت اور گناہوں کے جھاڑ جھنکاڑ سے بچتے ہوئے زندگی گزارنا تقویٰ کا اصل مفہوم ہے۔ چنانچہ قرآن واضح طور پر اس بات پر زور دیتا ہے کہ عمل صالح والی زندگی اپنانے سے بندہ مومن کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ "ولایت" کے بارے میں محترم ڈاکٹر عبدالخالق نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا کی زندگی میں "علائق دنیا" کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک سمجھتے ہوئے زندگی بسر کرنے والا' توکل اختیار کرتے ہوئے راضی برضائے رب کو اپنا شعار بنانے والا ہی اللہ کا ولی ہے۔ احسان کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالخالق نے بتایا کہ دین کے ہر کام کو بہتر سے بہتر طریقے پر سرانجام دینے کا نام احسان ہے۔ اس پس منظر میں رفقاء اپنا جائزہ لیں کہ اجتماعات میں بروقت شرکت نہ کرنا یا دلی آمادگی اور انبساط قلب کے ساتھ اجتماع میں شرکت کی بجائے "مجبوری" اور مارے باندھے شرکت کرنا درست طرز عمل نہیں ہے۔ رفقاء کو احساس ذمہ داری دلاتے ہوئے امیر حلقہ نے کہا کہ دین کا کام خلوص واخلاص اور جذبہ احسان کے ساتھ سرانجام دیا جائے تو اس دینی کام کا اجر سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے۔

امیر حلقہ کے خطاب کے بعد جناب فیاض حکیم صاحب نے فروری سے اپریل تک کے عرصہ پر مشتمل رپورٹ پیش کی۔ دعوتی پروگراموں کے ضمن میں انہوں نے بتایا کہ لاہور میں 59 مقامات پر دروس قرآن کے حلقے قائم ہیں جب کہ حلقہ خواتین بھی پوری طرح سرگرم عمل ہے۔ ناظم حلقہ کی مختصر رپورٹ کے بعد امیر محترم مدظلہ کو رفقاء سے اپنا "حال دل" کہنے کی فرمائش کرتے ہوئے دعوت خطاب دی۔ امیر محترم نے فرمایا وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا اپنے والد گرامی اور بھائیوں کے ہمراہ دوسری دفعہ ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی تشریف لانا ایک غیر متوقع اور غیر معمولی واقعہ ہے۔ اس ملاقات کی چیدہ چیدہ تفصیلات سے امیر محترم نے رفقاء حلقہ کو آگاہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ شریف خاندان میں مشرقی روایات کا غیر معمولی حد تک لحاظ کیا جاتا ہے' چنانچہ پاکستان کے حکمران خاندان کی شرافت اس واقعے سے بہت زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے کہ ملک کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہونے کے باوجود والد کے احترام اور ادب ولحاظ کو اس درجہ ملحوظ خاطر رکھنا معمولی بات نہیں ہے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ میں نے وزیر اعظم کے سامنے نصح وخیر خواہی اور ترغیب وترہیب کے تمام اسالیب اختیار کئے۔ جواباً میاں صاحب نے کہا کہ ہمیں کتاب وسنت کی بالادستی کے لئے آئین میں مطلوبہ ترمیم کرنے کے لئے قومی اسمبلی میں تو فیصلہ کن ارکان کی حمایت حاصل ہو گی مگر سینٹ میں مشکلات پیش آسکتی ہیں' وزیر اعظم نے اپنے اس خدشے کا اظہار کیا کہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ممبران سینٹ کی اکثریت سیکولر خیالات کے حامل ہونے کی وجہ سے رکاوٹ بن سکتی ہے' اس کا حل کیا ہو گا؟ امیر محترم نے بتایا کہ میں نے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب سے کہا کہ آپ قومی اسمبلی میں تو شریعت کو سپریم لاء بنانے کی ترمیم منظور کرائیں ان شاء اللہ سینٹ میں بھی اس کی منظوری میں حائل رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔

امیر محترم مدظلہ نے اس امر پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم اسلامی کا وجود اب تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ عام معنوں میں ہماری کوئی سیاسی حیثیت نہیں ہے مگر اس کے باوجود وزیر اعظم کا دوبار ملاقات کے لئے تشریف لانے سے اس خطہ ارضی کے بارے میں میری امیدوں اور تمناؤں کے حوالے سے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

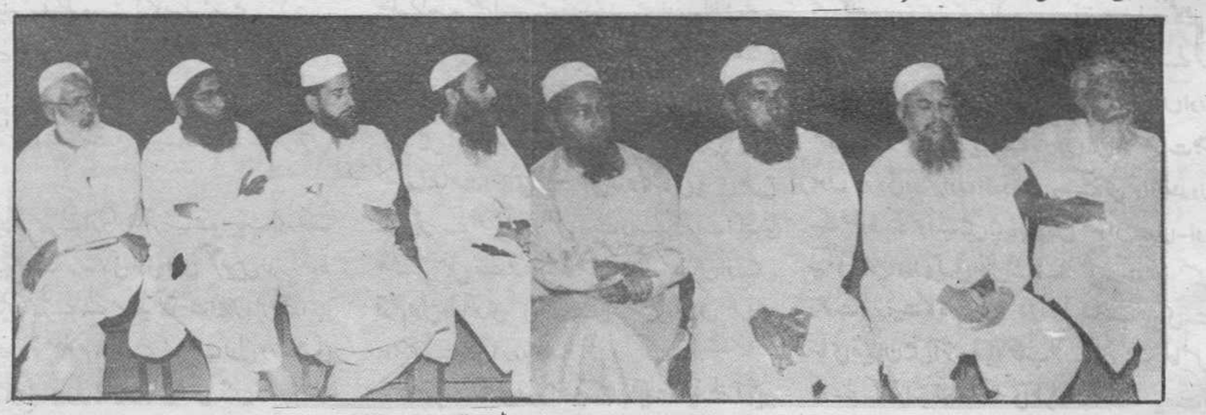

لاہور کی مختلف تنظیموں کے امراء سٹیج پر تشریف فرما ہیں

پنجاب میں مولانا مودودی مرحوم کے اولین رفیق کار
جناب نعیم صدیقی کی "تنہائی"

"تحریک اسلامی" کے امیر جناب نعیم صدیقی مدظلہ 'امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی خصوصی دعوت پر "مطالبہ تکمیل دستور خلافت" کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے' جس کا ذکر "ندائے خلافت" کی گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔ اس پر امیر تنظیم نے انہیں شکریئے کا خط لکھا' اور اس میں "تعاون باہمی" کے سلسلے کو مزید آگے بڑھانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا ــــ اس پر جو خط جناب نعیم صدیقی نے جواباً ارسال فرمایا اس کا وہ حصہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے جو عنوان مندرجہ بالا سے مناسبت رکھتا ہے۔ مکمل خط و کتابت 'ان شاء اللہ' ماہنامہ "میثاق" میں شائع کر دی جائے گی ــــ البتہ جناب نعیم صدیقی مدظلہ' کی موجودہ کیفیت پر امیر تنظیم کے قلبی احساسات اور ان کی خدمت میں تعاون کی دعوت و پیشکش پر علامہ اقبال کا یہ شعر ضرور نذر کرنے کو جی چاہتا ہے ؎

مرا دل سوخت بر تنہائی او ـ کنم سامان بزم آرائی او ! (ادارہ)

محترمی و مکرمی ڈاکٹر اسرار صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' و عنایتہ

آپ کی علالت طبع کا علم ہونے پر بڑا احساس ہوا' جو سانچے میں ڈھلا تو دعا بن گیا: یارب الناس' اذھب الباس' اشف الناس' انت شافی' لا شفاء الا شفاء من عندک' لا یغادر ذنبا ولا سقما:

کوئی ایسی بات تو نہ تھی جس پر آپ اظہار تشکر بالتشدید کرتے' یہ تو آپ کا احسان تھا کہ آپ نے مجھے خود تشریف لا کر دعوت دی' سواری کا بندوبست بھی کیا اور مقررین اور سامعین سے استفادہ کا موقع دیا۔ جزاکم اللہ! خدا آپ کی تکلیف جلد رفع کرے۔

پھر آپ کی اس دعوت کا بھی شکریہ کہ گویا آپ نے اپنی تنظیم کے خاندان میں شمولیت کی دعوت دی جو کسی نہ کسی شکل میں پہلے بھی گویا موجود ہی تھی! میں آپ کے حسن ظن اور برادر نوازی کی داد دیتا ہوں۔

رہا میرے اکیلے ہو جانے کا مسئلہ' سو میں نے جب منصورہ سے ہجرت کی تو یہ سمجھ کر کی کہ شاید میں اکیلا ہی "مہاجر الی ربی" کی سعادت حاصل کروں گا اور شاید بجائے خود ایک امت کی حیثیت سے آخرت میں پیش ہوں گا۔

ہر چند کہ میرے ارد گرد' قریب کے احباب اور ملک بھر میں پھیلے ہوئے رفقاء کی ایسی ایسی تحریریں اور خطوط اور گفتگوئیں میرے لئے سرمایہ تقویت ایمان ہیں کہ اب جو سوچتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ سب اول درجے کی بھیڑیں تھیں جو شیر کی بولیاں بول رہی تھیں' اور زلزلہ افگن بجلیاں تھیں جو اس زور شور سے کوند رہی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ اگر صحیح جگہ گریں تو سب کچھ تہہ و بالا ہو کر از سر نو ترتیب پائے گا۔ مگر ڈاکٹر صاحب! خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے مجھ پر کہ اس نے ایک کندۂ ناتراش کو ہر پہلو سے علم و احساس حسب ضرورت خود عطا کیا۔ ان میں سے دو چار اہم اصحاب سے میں نے براہ راست سوال کر کے معلوم کیا کہ جو باتیں آپ جماعت اور "قاضی جماعت" کے بارے میں فرما رہے ہیں' ان کے ہوتے ہوئے آپ کا "اسی تنخواہ پر رہنا" میرے لئے ناقابل فہم ہے۔ میں یہی نتیجہ نکالتا ہوں کہ آپ کو بھی یہاں سے نکلنا ہی ہو گا۔ ایسی جتنی مثالیں تھیں ان سب کانوں پر ہاتھ رکھا اور ہم نے دل پر۔ منصورہ کا اسلام اتنا قیامت آفریں تھا کہ مجھے یہ خیال کر کے ہی لطف آ رہا تھا کہ میں اس پر شکوہ دنیا سے تن تنہا نکلوں گا۔

یہ تو بعد میں اتفاق بلکہ سوئے اتفاق کی بات تھی کہ عین آخری وقت میں دو چار افراد نے میرا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ (یہ حضرات منصورہ کے نہ تھے) اور یہ اتفاق جو بہ ظاہر حسن اتفاق نظر آتا تھا' بہت تھوڑے عرصے میں سوئے اتفاق میں بدلنے لگ گیا۔

میں بہت الرٹ تھا کہ اہل مفاد' اہل خفی' اہل غی' خصوصاً جماعت اسلامی کے متعلق قدر ناشناس یا کسی طرح کے دوسرے نفسیاتی رد عمل رکھنے والے حضرات ایک نیا نقشہ مستقبل لے کر میرے ساتھ نہ لگ جائیں اور میں قدم اول اٹھا کر ہی کسی دلدل میں نہ پھنس جاؤں' مگر وہی ہوا جس سے میں ڈر رہا تھا۔

میرے آخری دور منصورہ میں ایک بہن ملنے آئیں اور وہ کہنے لگیں تم نے جو آواز اٹھائی ہے' اس کے مطابق اب منصورہ سے نکلتے کیوں نہیں؟ کوئی وقت یا ضرورت ہو تو ہم اہتمام کریں گے۔ ایسے معلوم ہوا کہ روپیہ بول رہا ہے۔ میں نے لہجہ اور بھی دھیما اور ٹھنڈا کر لیا' اور جواب دیا کہ میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤں گا۔ کہیں قدم کچے پر نہ رکھ دوں۔ غالباً ان کی توقع یہ رہی ہو گی کہ میں جھٹ سے دامن سوال پھیلا دوں گا۔ اس کے بعد میرے ضمیر کو جذام لاحق ہو جائے گا' بعد میں ایک نازک موقع پر مجھے معاشی مار دینے کے لئے سوال کیا (موصوفہ کے سرتاج خانہ نے) کہ "تمہارا فلاں ذریعہ آمدنی تو ختم ہو گیا' اب کیا کرو گے؟" ایک بار پھر گویا "مائل بہ کرم دوست" کے سامنے "سائل بے شرم" بنا جائے' مگر خودی نے اندر سے چٹکی لگائی اور کہا "خبردار"۔ واللہ' کیا ہی اچھا ہوا کہ دونوں وار اوچھے پڑے۔ ورنہ جال ایسا تھا کہ میں پھڑپھڑا بھی نہ سکتا۔ خدا کا یہ ناچیز بندہ ہر ایک سے روپیہ نہیں لے سکتا۔ ایسے لوگ نایاب ہیں جن کی نوازشات کے پیچھے "من واذی" کی آفات نہ لگی ہوں۔

خیر چند اصحاب نے پہلے سے گاڑی بنا رکھی تھی اور کوئی ایسا کوچوان ڈھونڈ رہے تھے جو ان کو مقام اعتبار دلا سکے۔ جب یہ مطلوب حاصل ہو گیا تو انہوں نے مجھے برطرف کر کے گاڑی سے اتار دیا۔

میں اس دور میں علمبرداران اسلام اور زہاد و ارباب تقویٰ سے پہلی بار اتنا خوفزدہ ہوا ہوں کہ میرا خیال ہے کہ رندان بلاکش بھی شاید نیتوں اور جذبوں اور رابطوں کے اتنے برے نہ ہوں' جیسا کچھ تجربہ میرا ہے۔

قصہ مختصر جن ارکان نے جمع ہو کر اپنا وفد اور اپنی قرارداد مجھ تک بھیجی' ان کا استدلال یہ تھا کہ تم نے خود لکھا اور کہا کہ میں اگرچہ جادۂ حق پر اکیلے مسافر کی حیثیت سے نکلا ہوں اور اس تنہائی و یکتائی میں مجھے نہ احساس کمزوری لاحق ہے' نہ احساس کمتری' لہٰذا میں خدا کے دین کی پکار جہاں تک پہنچا سکتا ہوں' کام کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ راہوار عمر مجھے قبر تک پہنچا دے۔ لیکن اگر کوئی بھی مخلص اور بے لوث بھائی میرے ساتھ چلنا چاہے گا میں ایسے ہر برادر و رفیق کو سینے سے لگاؤں گا اور ساتھ لے کر چلوں گا۔ مگر یہ بات میں صاف کہ دوں کہ تنخواہوں اور عہدوں اور نمائش کاریوں کے چسکوں میں جو حضرات مبتلا ہوں' وہ کوئی دوسرا دروازہ دیکھیں۔ کتنے ہی خواہشمندوں کے خطوط کے جواب میں میں یہ باتیں لکھوا دیتا ہوں۔ اور یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ فی الحال نہ جانے کتنی مدت تک ہمیں دعوت و تربیت کا کام کرنا ہو' لہٰذا کوئی صاحب جلدی سے سیاسی میدان میں اترنے یا انتخاب لڑنے اور ممبری حاصل کرنے کے خواب لے کر ہماری طرف نہ آئے۔ سیاست کا جب وقت آئے گا تو سیاست بھی آئے گی اور جہاد کا مرحلہ

آئے گا تو جہاد بھی آئے گا۔

چنانچہ میرے تھوڑے سے رفیقوں نے بڑی تفصیل سے مجھ سے وعدہ کیا کہ ہم روپے، عہدوں یا جلسہ بازیوں یا انتخابی دنگلوں کا کبھی نام بھی نہ لیں گے۔ آپ ہمیں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے بنیادی طریق کار پر لے کر چلیں، ہم آپ سے ووٹوں کے دباؤ کے تحت کبھی کچھ نہیں منوائیں گے، آپ صرف کام کی رہنمائی دیں، ہم اس کے مطابق چلیں گے۔ لیکن میں نے ہر مسئلے پر ان سے مشورہ کیا۔ اب تک ہماری فضا بہت اچھی ہے۔ یہ حضرات مجھے عزیز ہیں۔ یہ تیرگی میں امیدوں کے چراغ ہیں نعرہ باز نمائش کاروں کے ہزار انبوہ ان پر قربان۔

ڈاکٹر صاحب! کام کے ترقی کرنے کے لوازم جب کفایت کریں گے تو پھیلاؤ پیدا ہو جائے گا۔ ابتدائی دور میں خدا نے آزمائش کے پہلو رکھے ہیں۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ غلط ذوق و رجحان کا آدمی قریب پھٹکتا ہی نہیں۔ یعنی ع

"وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری!"

جو محبانہ دعوت دی اس پر دو پہلوؤں سے یہ وضاحت ضروری ہے:

(۱) میں اگرچہ یہ بات In so many words نہیں کہنا چاہتا تھا، مگر حقیقت کا واضح رہنا اخلاص مندوں کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ سو عرض ہے کہ ہم آپس میں ہم مقصد ہیں، نظریات میں قریب خیال ہیں، طریق کار میں بعض اختلافات رکھتے ہیں، اور آپ کی ذات کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نظری سیاست کے تحت کثرت سے ہر مسئلے میں اور افراد اور جماعتوں کے بارے میں جو اظہار خیال کرتے ہیں اس سے پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ویسے بھی ایک جماعت کو اکٹھے نہیں بلکہ اس کے افراد کو نئے نظم میں داخل ہونا چاہئے۔

(۲) میرے ساتھ جو چند افراد چل رہے ہیں، اول تو وہ خود مجھ ہی کو کوئی بڑی تبدیلی پیدا نہ کرنے دیں گے، اور اگر ان سے کہوں کہ فلاں نظم جماعت میں شامل ہو کر کام کرو، تو وہ آپ کی طرف بھی نہیں جائیں گے اور مجھے بھی چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ ہم ایک خاص نہج سے کام کرنے کے لئے ایک شخص کے گرد جمع ہوئے ہیں۔ اسی کے لئے سب نے حلف لیا ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ جماعتی وفاق بنا لیا جائے سو اس کے لئے اصولی ضرورتوں کے علاوہ برابر سرابر کی عددی قوت دونوں طرف ہونی چاہئے۔

آپ کا بہت ہی شکریہ کہ آپ نے پوری خیر خواہی کے ساتھ اپنے قریب کرنے کی دعوت دی۔ خدا جزا دے۔ اور میں بڑی حد تک آپ کے قریب ہی ہوں۔ غیریت کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔

نیاز کیش

نعیم صدیقی، ۱۵ مئی ۹۷ء

افغانستان -- مجاہدین اور فاتحین کی سرزمین

افغانستان اسلامی تاریخ کے ہر دور میں بہادروں اور شہسواروں کا مرکز، شیروں کا مخزن، فاتحین اور سورماؤں کا مولد و منشا اور اسلام کا مضبوط قلعہ رہا ہے، غالباً یہی وجہ ہے کہ امیر البیان امیر شکیب ارسلان افغانستان کا تذکرہ لکھنے بیٹھے تو اسلامی جوش سے مغلوب ہو گئے۔ اس مجاہد ملک کی تاریخ ان کی نگاہوں کے سامنے آ گئی۔ وہ اشہب قلم کو قابو میں نہ رکھ سکے اور وہ یوں رقم طراز ہیں:

"میری جان کی قسم، اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے، کہیں بھی اس میں زندگی کی رمق باقی نہ رہے، پھر بھی کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا، اور اس کا عزم جوان رہے گا"۔

(اقتباس از: "دریائے کابل سے دریائے یرموک تک" از: مولانا ابوالحسن علی ندوی)

معاشرتی قدروں سے بغاوت: قومی زوال کا پیش خیمہ

"میں نے قوموں اور تہذیب و تمدن کی تاریخ --- (اور خاص طور سے قوموں اور تہذیبوں کے ارتقاء و انحطاط کی تاریخ) کا مطالعہ بڑی توجہ اور انہماک سے کیا ہے، اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قوموں اور ملتوں کے زوال، ان کی تباہی و بربادی اور انتہائی ترقی یافتہ اور مسحور کن تمدنوں اور تہذیبوں کے زوال اور فنا کا سب سے اہم اور بنیادی سبب ہے، ان کے عائلی نظام کا انتشار، گھریلو زندگی میں اعتدال و توازن کا فقدان، مرد و زن کے ارتباط باہمی میں فساد و اختلال، گھریلو زندگی سے عورتوں کی بے توجہی اور اس کی ذمہ داریوں سے فرار --- تاریخ میں جتنی بھی زوال پذیر تہذیبیں اور پستی و انحطاط اور تباہی و بربادی کی طرف تیز قدموں سے بھاگتی ہوئی قومیں نظر آتی ہیں، وہاں یہ بیماری ضرور پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ عورتوں نے گھریلو زندگی سے فرار اور اس کی ذمہ داریوں سے پہلو تہی شروع کر دی، وہ مامتا کے جذبہ سے محروم ہو گئیں، اولاد کی پرورش و پرداخت اور نئی نسل کی تربیت اور اس کی ذمہ داریوں سے گریز کرنے لگیں اور اپنے گھر کو سکون و اطمینان کا گہوارہ بنانے سے غافل ہو گئیں جہاں مرد کو امن و عافیت اور سکون و راحت کی دولت میسر آ سکے، وہ گھر میں داخل ہو تو محسوس کرے جیسے جنت میں آ گیا ہو، بلکہ اس کے بجائے وہ مردوں کی ذمہ داریوں اور ان کی کارگزاری کے میدانوں میں برابر کی شرکت، ان کی ہم سفری اور ہم عصری، ہر میدان میں ان کے دوش بدوش کھڑے ہونے، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ان کا مقابلہ کرنے کے شوق میں پاگل ہو گئیں، اور اس کے نتیجہ میں ان معاشروں میں، ذہنی و فکری انتشار، عام لاقانونیت، انارکی اور اخلاقی بحران پیدا ہو گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاکت کے غار کی طرف ان کے بڑھتے ہوئے قدم اور تیز ہو گئے۔ یہی قدیم یونانیوں کی کہانی ہے، اور یہی قدیم رومیوں اور ایرانیوں کے زوال کی داستان ہے، اور مجھے خطرہ ہے کہ کہیں مشرقی قومیں بھی اسی دردناک انجام سے دوچار نہ ہوں، اور رنج و فکر کی بات ہے کہ ہمارے مشرقی اسلامی معاشرہ میں اس کے آثار ظاہر بھی ہو چکے ہیں۔

(مولانا ابوالحسن علی ندوی کی کتاب "دریائے کابل سے دریائے یرموک تک" سے ایک اقتباس)

ہفتہ رفتہ کی اہم خبریں

45 ملکوں کے 100 مالیاتی ادارے اسلامی سرمایہ کاری نظام چلا رہے ہیں

پاکستانی ماہر مالیات ضمیر اقبال نے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے زیر اہتمام شائع ہونے والے سہ ماہی رسالے "فنانس اینڈ ڈویلپمنٹ" میں انکشاف کیا ہے کہ اس وقت دنیا بھر کے 45 ملکوں میں 100 سے زائد مالیاتی ادارے اسلامی سرمایہ کاری کی قسم کا نظام چلا رہے ہیں اور گزشتہ 5 سال میں اس نظام کی ترویج میں سالانہ 15 فیصد اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اس وقت زیر گردش سرمائے کا تخمینہ 70 ارب ڈالر ہے جب کہ 1985ء میں یہ صرف 5 ارب ڈالر تھا۔ امید ہے کہ صدی کے آخر تک یہ بڑھ کر 100 ارب ہو جائے گا۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ اگر اسلامی ممالک اپنی بچتوں کو اسی مالیاتی نظام کے تحت بروئے کار لائیں تو ان کی اقتصادی ترقی تیز ہو سکتی ہے۔ یہ انکشاف ان حضرات کے لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے جو سود کا متبادل نظام لاؤ کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔

(بحوالہ نوائے وقت 31 مئی)

احتساب بل کو مسترد کرتے ہیں یہ ریڈ کو قانون ہے۔ بے نظیر
نئے احتساب بل سے احتساب کمشنر کے ہاتھ باندھ دیئے گئے ہیں۔ قاضی

P.P.P کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم احتساب بل کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ احتساب بل نہیں ریڈ کو بل ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح رات کے اندھیرے میں چور چوری کے لئے گھر میں داخل ہوتا ہے اسی طرح خفیہ طور پر مسلم لیگ (ن) نے احتساب بل پیش کر دیا ہے۔ مسلم لیگ نے اتنے اہم بل کے لئے تحریک کا نوٹس بھی نہیں دیا۔ میں سابقہ وزیر اعظم کی حیثیت سے خصوصی حق رکھتی تھی لیکن عام رکن کی طرح مجھے بھی اس سے آگاہ نہیں کیا گیا۔

قاضی حسین احمد نے احتساب بل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ احتساب سیل کو دستوری تحفظ دے دیا گیا اور احتساب کمشنر کو مقدمات کی تفتیش کے لئے اس سیل کا پابند بنا کر عدلیہ کی آزادی کا خون کر دیا گیا ہے۔

(بحوالہ جنگ 31 مئی)

بجٹ میں عوام پر بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔ وزیر خزانہ

وزیر خزانہ نے عوام کو یہ خوشخبری دی ہے کہ بجٹ عام آدمی کے لئے سخت ہو گا نہ بجلی، پانی اور گیس کے نرخ بڑھائے جائیں گے۔ انہوں نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ زر مبادلہ کے ذخائر دوگنا ہو چکے ہیں۔

(بحوالہ نوائے وقت یکم جون)

نئے بجٹ میں 10 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگائے جائیں گے۔ چیئرمین سی بی آر

چیرمین سی بی آر حفیظ اللہ اسحاق نے انکشاف کیا ہے کہ 98-1997 کے ملی سال کے بجٹ میں 10 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگائے جائیں گے کیونکہ حکومت کو ٹیکسوں کی مد میں 50 ارب روپے کی کمی کا سامنا ہے۔ یاد رہے کہ حکومتی محکمہ جات محصولات کی وصولی کے معاملے میں وزیروں کے بیانات کے نہیں بلکہ سی بی آر کے چیرمین کے نوٹیفیکیشن کے مطابق عمل کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ 3 جون)

طالبان نے کابل میں ایرانی سفارت خانہ بند کر دیا

افغانستان میں طالبان کی حکومت نے ایرانی سفارت خانے کو بند کر دیا ہے اور سفارت کاروں کو 48 گھنٹے کے اندر ملک سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ افغان حکومت کے مطابق یہ لوگ ایران کے لئے جاسوسی کر رہے تھے اور افغانستان میں حالات کی خرابی کے ذمہ دار ہیں۔ ایران نے ابھی تک طالبان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا اور وہ جلا وطن افغان صدر برہان الدین ربانی کی حکومت کو جائز قرار دیتا ہے۔

(بحوالہ روزنامہ پاکستان 3 جون)

مولانا سمیع الحق نے بھی انتخابی نظام پر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا

جمعیت علماء اسلام فضل الرحمٰن گروپ کے بعد جمعیت کے دوسرے دھڑے کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے بھی انتخابات کے موجودہ نظام پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ بی بی سی کے مطابق شاید جے یو آئی کے دونوں گروپ افغانستان کے طالبان کی طرز پر سیاست کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ گو مولانا فضل الرحمٰن نے اس تاثر کو غلط قرار دیا ہے کہ یہ فیصلہ طالبان کی فتوحات کو دیکھ کر کیا گیا ہے البتہ انہوں نے مولانا سمیع الحق کی جانب سے کئے جانے والے اعلان کا خیر مقدم کیا ہے۔

(بحوالہ جنگ 4 جون)

بھارتی جاسوس طیارے نے حساس تصاویر اتار لیں۔ پاک فضائیہ کو مسلسل پیٹرولنگ کا حکم

وزیر خارجہ گوہر ایوب خان نے کہا ہے کہ منگل کو پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے والا بھارتی مگ R-25 طیارہ جاسوسی مشن پر تھا اور اس نے پاکستانی دفاعی تنصیبات کی تصاویر بھی اتاری ہیں۔ مگ R-25 میں انتہائی جدید اور حساس کیمرے نصب ہیں جو انتہائی بلندی سے تصاویر اتار سکتے ہیں۔ طیارہ ایک لاکھ فٹ کی بلندی پر 3 ہزار کلومیٹر کی رفتار سے پرواز کر سکتا ہے۔ ہمارے پاس اتنی بلندی پر ملہ کرنے والا کوئی میزائل ہے اور نہ ڈاگ فائٹ کرنے والا طیارہ۔

(بحوالہ نوائے وقت 29 مئی)

عوام نے ہمیں بھارت سے مذاکرات اور دوستی کرنے کا مینڈیٹ دیا۔ وزیر اعظم نواز شریف

نئی دہلی ٹی وی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے عوام دوستی چاہتے ہیں۔ لوگوں کو بھارت سے دوستی کے لئے مل بیٹھ کر بات کرنے کی پالیسی پسند نہ ہوتی تو وہ ہمیں اتنے ووٹ نہ دیتے۔ اب وقت لڑنے کا نہیں دوستی کا ہے۔ پچاس برس کی غلطیوں سے کچھ سیکھنا چاہئے۔ اس عرصے میں ہم نے کھویا ہی کھویا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد میں 19 جون کو بھارت اور پاکستان کے خارجہ سیکرٹریوں کی بات چیت امید افزا ہو گی اور اس ملاقات سے رشتے مزید بہتر ہوں گے۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ 4 جون)

☆ ☆ ☆ ☆

نظام کی تبدیلی کے عزم کے بغیر بے مقصد و بے نتیجہ "دعوت" اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے

اسلام آباد کے تاجروں پر مشتمل تبلیغی جماعت کے ایک وفد کی امیر تنظیم اسلامی سے ملاقات کی روداد

مرتب : نعیم اختر عدنان

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے اسلام آباد کے تاجروں پر مشتمل تبلیغی جماعت کے دس رکنی وفد نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خصوصی ملاقات کی۔ وفد کے اراکین نے ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ سے اہم اور بنیادی نوعیت کے حامل سوالات کئے۔ جن کے جوابات امیر محترم نے مرحمت فرمائے' سوال و جواب کی اس غیر رسمی نشست کا خلاصہ نعیم اختر عدنان نے ندائے خلافت کے قارئین کے لئے مرتب کیا۔

☆ اسلام آباد چیمبر آف کامرس کے سابق صدر نے سوال کیا کہ سودی نظام سے نجات کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے اور وزیر اعظم نواز شریف کی جانب سے ملکی معیشت کو سود سے پاک کرنے کے لئے کمیٹی کے قیام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

○ امیر تنظیم اسلامی نے اس سوال کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "ملک کا ہر شہری سود کی قباحت کے اندر بری طرح جکڑا ہوا ہے اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے ملکی سطح پر گزشتہ بیس سال میں اسلامی نظریاتی کونسل' سٹیٹ بنک اور وفاقی شرعی عدالت جیسے اہم قومی اداروں نے قابل عمل اور ٹھوس سفارشات مرتب کر رکھی ہیں' ان سفارشات کو نافذ کرنے سے سودی نظام کے خاتمے کی جانب ٹھوس پیش رفت کا آغاز ہو جائے گا چنانچہ حکومت پہلے قدم کے طور پر سٹیٹ بنک کی سفارشات کو فوراً نافذ کرے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کئی اسلامی ممالک میں غیر سودی بینکاری نظام کے کامیاب تجربات ہو چکے ہیں۔ صنعتی اور تجارتی مقاصد کے لئے "کیش لون" کی صورت میں تمام قرضوں کا اجراء بالکلیہ بند کر دیا جائے اور اس مقصد کے لئے "مضاربہ" کے اصول کے تحت شراکت کی بنیاد پر صنعتی اور تجارتی اداروں کو قرض فراہم کیا جائے۔ امیر محترم نے کہا کہ بعض ناگزیر ضروریات کے لئے مستحق لوگوں کو "قرض حسنہ" دینے کی سہولت مہیا کی جائے جو ہر قسم کے سود سے مکمل طور پر پاک ہو۔ بیع موجل یعنی قسطوں پر مہنگے داموں اشیاء فروخت کرنا سودی معاملہ ہے' ایک ضمنی سوال کے جواب میں امیر محترم نے فرمایا قرض کی واپسی یا دیگر معاملات میں طے شدہ معاہدہ کے مطابق اقساط ادا نہ کرنے پر جو سرچارج عائد کیا جاتا ہے وہ بھی سود ہی ہے۔

☆ ڈاکٹر صاحب گزارش ہے کہ آپ ٹیلی ویژن کی شرعی حیثیت کی وضاحت فرما دیں؟

○ امیر تنظیم اسلامی نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ٹیلی ویژن بذات خود غلط شے نہیں ہے بلکہ اس کا استعمال ہی اس کے جائز اور ناجائز ہونے کا پیمانہ ہے۔ اگر ٹیلی ویژن کو تعلیمی مقاصد اور مذہبی تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ ذریعہ نہایت موثر اور دور رس اثرات کا حامل ہونے کی وجہ سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو گا۔ اب نیوز کاسٹر کے لئے عورتوں کو ٹی وی کی سکرین پر لانا کون سی مجبوری ہے یہ کام مرد نیوز کاسٹر بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔

☆ تصویر کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

○ اس سوال کے جواب میں امیر تنظیم اسلامی نے فرمایا۔ ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر حرام ہے البتہ کیمرے سے بنائی جانے والی تصویر کے بارے میں علماء کی آراء میں اختلاف موجود ہے۔ عرب علماء کیمرے سے بنائی جانے والی تصویر کی حرمت کے قائل نہیں ہیں مگر ہندوستان کے علماء کیمرے کی تصویر کو بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ اگرچہ تمدنی اور دینی مقاصد کے لئے ہمارے علماء نے بھی تصویر کے استعمال کو ضرورتاً جائز قرار دیا ہے۔

☆ حکومتی منصوبہ جات کے لئے "ٹینڈر" دینے کے لئے تاجر طبقہ پہلے سے ہی پیشکش کا ریٹ کر لیتا ہے کہ اس سے زیادہ پیشکش یا بولی نہیں دیں گے اس معروف طریقے کو ٹینڈر پول کہا جاتا ہے۔ ایسا کرنا جائز ہے؟

○ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا پوری دنیا میں معروف طریقہ تو سودی نظام کا ہے تو کیا پھر سود بھی جائز ہو جائے گا۔ ٹینڈر کی پیشکش دینے سے پہلے ذاتی مفاد کے تحفظ کے لئے حکومت کو نقصان پہنچانے کی یہ "تاجرانہ ترکیب" صریحاً دھوکہ بازی اور بے ایمانی ہے۔

☆ ہر قسم کے ٹیکس ادا کرنے کے باوجود حکومت ہمیں مکمل تحفظ نہیں دے رہی لہٰذا اس صورت میں حکومت کو پورا ٹیکس نہ دینے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

○ ملک کے شہری کی حیثیت سے ٹیکس چوری کرنا دھوکہ دہی اور جھوٹ و فریب کاری ہے۔ اگر حکومت اپنا فرض ادا نہیں کرتی تو اس کے لئے جواب دہی کی جانی چاہئے مگر اس بنیاد پر ٹیکس چوری جائز نہیں ہے البتہ موجودہ استحصالی نظام کے خلاف جدوجہد کر کے اسے بدلنے کی کوشش ہر مسلمان پر لازم ہے۔ موجودہ نظام کے فوائد سمیٹتے ہوئے ٹیکس نہ دینا درست نہیں ہے۔ اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے اگر یہ مقصد پیش نظر نہ ہو تو محض دعوت و تبلیغ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کی دعوت کافی حد تک "محدود" ہے نظام کی تبدیلی کے عزم کے بغیر بے مقصد و بے نتیجہ دعوت خود اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ اگر موجودہ نظام میں رہتے ہوئے اعلیٰ سطح پر بڑا کاروبار کرنا ناممکن ہے تو ان آلائشوں سے پاک معمولی گزر اوقات کے لئے کفایت کرنے والی محنت کی جائے اس لئے کہ ہاتھ کی کمائی میں بڑی فضیلت ہے اور یہ وہ

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی کے رفقاء کی خلافت واک

آج کی دنیا میں ذرائع ابلاغ کی سطح پر تیزی سے ترقی ہو رہی ہے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ انہیں طریقوں سے ایک "واک" بھی ہے۔ اسلامی تحریکوں کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ دین کے ابلاغ کے لئے جائز اور ممکن الحصول تمام طریقے استعمال کریں۔ تنظیم اسلامی نے "تکمیل دستور اسلامی کی مہم" کے سلسلے میں خلافت واک کا اہتمام کیا۔ 22/ مارچ کو روزنامہ جنگ کے دفتر سے پریس کلب تک "واک" کی گئی۔ اس "واک" کے حوالے سے مقامی اخبارات میں اشتہار دیئے گئے' اخبارات کے مدیروں کو کوریج کے لئے خطوط جاری کئے گئے اور فون پر اس کی یاددہانی بھی کروائی گئی۔ چھ نکاتی مطالبات میں سے ہر مطالبہ کے لئے بینرز اور ٹی بورڈ بنوائے گئے۔ نماز عصر سپریم کورٹ کے دفتر کے احاطے میں واقع مسجد الحبیب میں ادا کرنے کے بعد واک کرتے ہوئے جنگ کے دفتر پہنچے۔ واک کے ناظم جناب عبداللطیف کھوکھر تھے۔ انجینئر نوید احمد "واک" کے آگے آگے سوزوکی وین پر بذریعہ اعلانات لوگوں کے قلوب کو گرما رہے تھے۔ جناب اعجاز لطیف اور زین العابدین پر مشتمل دو رکنی وفد نے گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر ہاؤس جا کر یادداشت پیش کی۔ شاہین کمپلیکس سے رفقاء واک کرتے ہوئے پریس کلب پہنچے جہاں جناب عبدالرزاق نے صدر پریس کلب کو یادداشت پیش کی۔ اس واک کے دوران پریس فوٹو گرافرز مختلف مقامات پر "واک" کی تصویریں کھینچتے رہے' جو دوسرے دن کے اخبارات کی زینت بنیں۔ نماز مغرب سے قبل ناظم حلقہ نے اپنے خطاب میں واک کا مقصد بیان کیا۔ بعد ازاں رفقاء واپس مسجد الحبیب پہنچے اور یوں واک ختم ہو گئی۔ اس واک میں کراچی میں ہونے والے تمام مظاہروں کی نسبت زیادہ تعداد میں رفقاء نے شرکت کی۔ چار ہزار کی تعداد میں ہینڈ بلز بھی تقسیم کئے گئے۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

حطار میں سہ روزہ دعوتی کیمپ

حال ہی میں حطار انڈسٹریل اسٹیٹ میں تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے تحت ایک نیا اسرہ قائم ہو چکا ہے۔ تنظیم اسلامی کی دعوت سے اہل علاقہ کو روشناس کرانے کے لئے 10 تا 12/ اپریل کی تاریخوں میں تین روزہ دعوتی کیمپ حطار انڈسٹریل اسٹیٹ میں منعقد کیا گیا۔ کیمپ کے چاروں طرف تنظیم کی دعوت سے مزین بینرز آویزاں کئے گئے۔ پبلک مقام پر تعارفی و دعوتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس پروگرام میں دیگر رفقاء کے علاوہ ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان اور نائب ناظم جناب محمد طفیل گوندل نے بھی شرکت کی۔

بعد نماز مغرب کیمپ کے اندر "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر شمس الحق اعوان نے خطاب کیا۔ بعد ازاں چند احباب نے موضوع سے متعلق سوالات بھی پوچھے' کئی احباب نے تنظیم کی کتابیں بھی خریدیں۔ جمعہ کے خطاب کے لئے مقامی کارخانے کی جامع مسجد کا انتخاب کیا گیا۔ اس وسیع وعریض مسجد میں اسلامی انقلاب کے موضوع پر ناظم حلقہ نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب جمعہ میں تکمیل دستور خلافت کی مہم کا بھی تذکرہ کیا۔ نماز جمعہ کے بعد احباب نے اس مہم میں گہری دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے تمام کارڈز خرید لئے۔ عصر کی نماز موضع نجیب اللہ میں ادا کی گئی' یہاں پر محمد طفیل گوندل نے "اسلام کا اخلاقی نظام" کے موضوع پر خطاب کیا۔

(رپورٹ : علی رضا)

اسرہ حسن ابدال کی سہ روزہ دعوتی سرگرمیاں

2 تا 4/ مئی کو حلقہ شمالی پنجاب کے زیر اہتمام اسرہ حسن ابدال میں سہ روزہ پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام میں شرکت کی غرض سے یکم مئی کی رات دس بجے نائب ناظم حلقہ جناب طفیل گوندل دو رفقاء کے ہمراہ تنظیم کے دفتر حسن ابدال پہنچے۔ اگلے روز دفتر ہی میں درس قرآن مجید سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ رفقاء آٹھ بجے دعوتی مہم کے لئے روانہ ہوئے۔ اس دعوتی مہم کا مقصد تنظیم اسلامی کا تعارف اور مغرب کی نماز کے بعد منعقدہ پروگرام میں شرکت کی دعوت دینا تھا۔ حسن ابدال سے پندرہ کلومیٹر دور جھاری کس میں جو ہری پور ہزارہ روڈ پر واقع ہے۔ خطیب مسجد جناب حافظ خان بیگ کی خواہش اور زوردار پیشکش کے جواب میں ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان نے نماز جمعہ سے قبل خطاب کیا۔ مسجد کے باہر کتابوں کا سٹال لگایا گیا اور ہینڈ بل بھی تقسیم کئے گئے۔ کھانے و آرام کے وقفہ کے بعد تین رفقاء واہ سیمنٹ فیکٹری کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پر نماز عصر کے بعد ناظم حلقہ کا درس ہوا۔ بعد ازاں نماز مغرب کے بعد گلشن مارکیٹ میں جناب شمس الحق اعوان کا درس ہوا۔ انہوں نے کہا کہ نسبت و تناسب غلط ہونے کی وجہ سے دین کا تصور مسخ ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ نے جو کام ساری عمر کیا آج امت مسلمہ نے اسے اضافی نیکی سمجھ لیا ہے اور جو کام تھوڑے عرصہ کے لئے کیا اسے مکمل دین سمجھ لیا گیا ہے۔ حسب سابق دوسرے دن بھی دعوتی مہم تشکیل دی گئی۔ جب کہ انفرادی ملاقاتوں کے لئے ایک الگ ٹیم بھی بنائی گئی جس نے سکول اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ نماز عصر کے بعد ٹیکسلا کے مقامی سکول میں پروگرام منعقد ہوا۔ یہاں پر برادرم شفاء اللہ نے "قیام پاکستان کا مقصد اور موجودہ حالات میں ایک پاکستانی کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب دفتر تنظیم میں جناب طفیل گوندل کا دعوتی خطاب ہوا۔ پروگرام کے آخری دن دو تربیتی نشستوں کا انعقاد ہوا۔ پہلی نشست میں طفیل گوندل صاحب نے "دین و مذہب کا فرق" واضح کیا جب کہ بعد میں رفقاء نے بھی اظہار خیال کیا۔ دوسری نشست میں راقم نے "دعوت دین اور اس کا طریق کار" کو واضح کیا۔ مذاکرے میں متذکرہ موضوع کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ رفقاء کے اشکالات و سوالات کے جوابات راقم اور جناب طفیل گوندل نے دیئے۔

(رپورٹ : اصغر صدیقی' نقیب اسرہ حسن ابدال)

اسرہ گنوڑی ضلع دیر کا دو روزہ دعوتی اجتماع

اسرہ گنوڑی ضلع دیر کے زیر اہتمام دو روزہ دعوتی اجتماع بمقام سربٹ پائین منعقد کیا گیا۔ حسب پروگرام بروز جمعرات تنظیم اسلامی ملاکنڈ ڈویژن کے ناظم جناب فہیم صاحب' مولانا غلام اللہ حقانی صاحب اور راقم سربٹ پائین پہنچے۔ اسرہ گنوڑی کے نقیب جناب لائق سید صاحب نے مقامی مسجد میں پروگرام طے کر رکھا تھا۔

اسی اثناء میں اسرہ بیبیوڑ کے نقیب جناب ممتاز بخت بھی ایک رفیق کے ہمراہ پہنچ گئے۔ بعد نماز عصر مولانا حقانی نے "بندگی رب" پر خطاب کیا۔ اختتام خطاب پر تنظیم اسلامی میں شمولیت کا مطالبہ کیا گیا چنانچہ 7/احباب نے اپنے نام لکھوائے۔ نماز مغرب کے بعد اس گاؤں کی جامع مسجد میں سورہ فاتحہ پر مفصل خطاب ہوا۔ دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز نماز فجر کے بعد درس حدیث سے ہوا۔ بعد ازاں تربیتی نشست منعقد ہوئی۔ نماز جمعہ کے خطاب کے لئے جامع مسجد میں مولانا حقانی نے "منہج انقلاب نبویؐ" پر مفصل خطاب فرمایا۔ بعد از نماز جمعہ مختصری دعوتی نشست رکھی گئی۔ جس میں انقلاب کے لئے جماعت سازی پر مختصری گفتگو ہوئی۔ یہاں بھی کئی احباب نے تنظیم کی رفاقت کے لئے اپنے نام لکھوائے۔ راقم اور مولانا حقانی رفقاء گنوڑی کے ہمراہ ایک دوسرے نزدیکی گاؤں سرہاٹ بالا گئے۔ بعد از نماز عصر "ایمان و عمل صالح" کے موضوع پر خطاب ہوا۔ مولانا نے مختصر خطاب کے بعد تنظیم اسلامی کی رفاقت اختیار کرنے کا مطالبہ رکھا۔ یہاں بھی 7 احباب نے تنظیم میں شمولیت کے لئے اپنے نام پیش کئے۔ سید لائق صاحب کی دعوتی کوششوں سے قریباً 25/احباب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ تیسرے دن صبح دیر میں انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بعد از نماز ظہر مسجد بابا صاحب میں مختصر پروگرام رکھا گیا۔ اس پروگرام میں ان نئے لوگوں کو دعوت نامے بھجوائے گئے جنہوں نے پچھلے سہ روزہ اجتماع میں تنظیم میں شمولیت اختیار کی تھی۔ بعد از نماز ظہر "بندگی رب" پر مفصل خطاب ہوا۔ یہاں پر بھی تنظیم کے ساتھی بننے کا مطالبہ کیا' چنانچہ 18 افراد نے تنظیم اسلامی میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اس کے فوراً بعد ان لوگوں کو بیعت اور جماعتی نظم کے تقاضے بتائے گئے۔ تنظیم میں شامل ہونے والے رفقاء میں پمفلٹ اور کتابچے تقسیم کئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ دو روزہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

(مرتب : سعید اللہ خان' نقیب اسرہ دیر)

رفقاء تنظیم اسلامی کوئٹہ کی "تکمیل دستور خلافت مہم"

رفقاء تنظیم اسلامی کوئٹہ نے کارڈ مہم کے سلسلے میں امیر تنظیم کوئٹہ محبوب سبحانی کی قیادت میں مختلف شہروں کے دورے کئے۔ جن میں چمن' سرانان' پشین' چمن اور مچھ کے علاقہ جات میں کوئٹہ کے رفقاء گئے' جن میں کامران مسعود' طارق' خواجہ ندیم' سلیم ریاض' علی سبحانی اور اسحاق قیوم شامل تھے۔

ان شہروں میں دو دو کے گروپوں پر مشتمل ٹیموں نے تکمیل دستور خلافت کی مہم میں حصہ لیا۔ کئی ایک مقامات پر لوگ بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے تو ہمارا ایک رفیق با آواز بلند کارڈ مہم کے بارے میں انہیں آگاہ کرتا اور باقی ساتھی لوگوں سے کارڈز پر دستخط کرواتے۔ رفقاء نے ہر شہر میں ریلی کی صورت میں کام کیا۔ جمعیت' تبلیغی جماعت' جماعت اسلامی اور دوسری دینی اور سیاسی جماعتوں کے احباب نے بڑی تعداد میں "مطالباتی مہم" کی تائید کی اور کارڈز پر کئے۔ امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ جناب محبوب سبحانی نے سیاسی اور دینی جماعتوں کے نمائندوں سے ملاقات کی اور مہم کے لئے تائید حاصل کی۔ اسی طرح کی مہم کوئٹہ شہر میں انجام دی گئی۔ کوئٹہ کے جن علاقوں کے دورے کئے گئے ان میں لیاقت بازار' ریزمارکیٹ' عبدالستار روڈ' پرنس روڈ شامل ہیں۔

لوگوں نے تنظیم اسلامی کی مہم کو بے حد پسند کیا اور بڑی تعداد میں کارڈز فل کئے۔ اس مہم سے وسیع پیمانے پر تنظیم اسلامی کا تعارف ہوا اور لوگوں کو تنظیم کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اور ہمارا انقلابی منشور بھی واضح ہوا۔ تنظیم کے رفقاء میں اس مہم کے ذریعے ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا ہوا۔

(رپورٹ : ملک تنویر اعجاز' کوئٹہ)

امیر حلقہ سندھ و بلوچستان کا پانچ روزہ دورہ بلوچستان

امیر حلقہ سندھ و بلوچستان جناب محمد نسیم الدین پانچ روزہ دورے پر 9/ مئی کو کوئٹہ پہنچے۔ اسی روز مختلف احباب سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز مغرب آپ نے تنظیم اسلامی کے دفتر میں رفقاء سے خطاب کیا۔ دوسرے دن یعنی 11/ مئی کو امیر حلقہ قلات روانہ ہو گئے۔ قلات کے دورہ میں ان کے ہمراہ کوئٹہ کے امیر جناب محبوب سبحانی' قاری شاہد اسلام بٹ' اقتدار' کامران مسعود' سلیم ریاض' اسحاق قیوم' عبدالسلام اور راقم بھی تھے۔ رفقاء نے قلات میں احباب سے رابطہ کیا اور مطالباتی کارڈز پر دستخط کروائے۔ ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے حضرات نے بھی کارڈز فل کئے اور بتایا کہ ہم بھی چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی قانون نافذ ہو' سودی نظام ختم ہو تاکہ ہمارے حقوق بھی ہمیں ملیں۔

محمد نسیم الدین' محبوب سبحانی اور قاری شاہد اسلام بٹ پر مشتمل وفد نے اسلامی جمعیت کے کارکنوں اور مقامی یونٹ کے امیر سے گفتگو کی۔ انہوں نے تکمیل دستور خلافت مہم کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے 200 مطالباتی کارڈز لئے۔ تیسرے دن "زہری" میں نماز فجر کے بعد قاری شاہد اسلام بٹ نے سورہ کوثر پر درس قرآن دیا۔ رات کے کھانے سے پہلے حافظ خدا بخش کی رہائش گاہ پر محمد نسیم الدین' محبوب سبحانی اور شاہد اسلام بٹ نے جمعیت کے نائب امیر حاجی واحد بخش اور سیاسی رہنما جناب عبدالحمید سے خصوصی گفتگو کی اور ان کے کئی ایک سوالوں کے جوابات دیئے اور انہیں تنظیم اسلامی کے مقاصد سے آگاہ کیا۔ تیسرے دن جلسہ عام کا پروگرام تھا۔ جلسہ کے تمام تر انتظامات حافظ خدا بخش نے سرانجام دیئے۔ جلسہ میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کے بعد امیر کوئٹہ جناب محبوب سبحانی نے خطاب کیا۔ انہوں نے موجودہ صورتحال پر لوگوں کی توجہ مبذول کروائی بعد ازاں حافظ خدا بخش نے براہوی زبان میں لوگوں سے خطاب کیا۔

12/ مئی کو خضدار کا دورہ کیا گیا۔ محمد نسیم الدین نے اقتدار صاحب کے ساتھ مل کر خصوصی ملاقاتیں کیں اور باقی رفقاء نے شہر میں لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور مطالباتی مہم کے سلسلے میں کارڈز پر کروائے۔

بقیہ: افہام تفہیم

کام ہے جسے انبیاء اور درویش منش بادشاہوں نے اپنے لئے پسند کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے دعوت اور اقامت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ خیمہ بنانا اور پھر اسے کسی جگہ پر نصب کرنا دین کی دعوت اور اقامت سے مشابہ ہے۔ دین کی دعوت کے ساتھ اس کی اقامت کی جدوجہد اگرچہ کٹھن مرحلہ ہے مگر اس جدوجہد کے بغیر دین کا تقاضا پورا نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے فرمایا کہ حضورؐ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ غلبہ دین کی جدوجہد میں صرف ہوا اور آپ نے حق کو عملاً غالب کر کے حجت قائم کر دی چنانچہ دین کے عملی قیام کے بغیر امت اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ امیر محترم نے تبلیغی احباب کو اپنی کتاب "فرائض دینی کا جامع تصور" یہ موکد وعدہ لے کر ہدیہ کی کہ آپ لوگ اسے لازماً پڑھیں گے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ اگر تبلیغی اکابرین آپ کو میری کتاب نہ پڑھنے دیں تو پھر ان کتابوں کو آپ لوگ واپس پہنچانے کے مکلف ہوں گے۔ تبلیغی وفد کے ارکان نے باقاعدہ ان شاء اللہ کہہ کر مذکورہ کتاب پڑھنے کا وعدہ کیا۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶، شمارہ ۴۹
سالانہ زرتعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

بقیہ: روداد اجتماع

تقویت کا نیا عنصر سامنے آیا ہے امیر محترم نے فرمایا کہ میرا حال تو یہ ہے کہ۔

"سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے
کہ دامان خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے"

کے مصداق پہلی دفعہ ماضی اور مستقبل کے ساتھ ساتھ "حال" سے بھی اب کچھ امید بندھتی نظر آتی ہے۔ مسلم لیگ کو نواز شریف کی قیادت میں غیر معمولی کامیابی کا ملنا بھی مشیت خداوندی کی اس طویل المیعاد سکیم کا حصہ نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ ارضی کو اسلام کے عالمی غلبہ کی تمہید کے لئے چن لیا ہے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ علامہ اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد سے شروع ہونے والی رجوع الی القرآن کی تحریک اب پاکستان کے طول و عرض میں پھیل چکی ہے اور یہ قرآنی تحریک ان شاء اللہ جلد کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب نے رفقاء لاہور کو اتوار کے درس قرآن کی خصوصی اہمیت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اس سے استفادے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ رفقاء لاہور اسے محض ایک درس سمجھنے کے بجائے تنظیم کا اجتماع سمجھیں۔ امیر محترم نے تنظیم کے حلقہ جاتی نظام میں بنیادی تبدیلیوں کے پس منظر کی وضاحت کی اور فرمایا کہ اب تنظیم کے حلقہ جات کو تنظیم کے ذیلی مراکز کی حیثیت حاصل ہو گی۔ امیر محترم نے مرکزی ٹیم میں شامل بعض ذمہ دار حضرات کے منصب میں تبدیلی کے حوالے سے بھی اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ "منصب" سے ہٹایا جانا یا تنزلی اس قدر حساس معاملہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابرین نے اعلیٰ ترین سطح پر "امارت" کا منصب ہی سرے سے ختم کرنے میں "عافیت" سمجھی ہے۔ لیکن ہمارے یہاں بہت سے "اکھاڑ پچھاڑ، اونچ نیچ اور تنزلی و ترقی" کے بعد بھی الحمدللہ معاملات خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں اس پر بھی ہم سب کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ امیر محترم نے رفقاء پر زور دیا کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور قوتوں کو دین کے غلبہ و سربلندی کے لئے پہلے سے زیادہ جوش وجذبے کے ساتھ صرف کریں۔ امیر محترم نے فرمایا کہ تورات وانجیل اور قرآن مجید واحادیث نبویہ میں بیان کردہ پیشین گوئیوں کی مطابقت میں ناسٹرے ڈیمس، نعمت شاہ ولی، وائن برگر اور مہاتما گاندھی جیسے لوگوں نے بھی یہ بات کہی ہے کہ بیسویں صدی عیسوی کے آخری چند سال ۲۰۰۰ء میں دنیا میں بہت بڑی تبدیلی رونما ہوگی چنانچہ آئندہ ساڑھے تین کا عرصہ نہایت اہم ہے اس عرصے میں پیش آنے والے واقعات دنیا کا موجودہ نقشہ کاریکسر تبدیل کرکے رکھ دیں گے۔

امیر محترم نے رفقاء کو یاد دلایا کہ اسلام کی انقلابی دعوت سے واقفیت اور احیائی تحریک سے وابستگی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام اور فضل ہے جس کی قدر کرتے ہوئے ہمیں اس کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کے قیام کی جدوجہد کے لئے چن لیا ہے، چنانچہ اس تناظر میں ہمیں اپنے کردار اور جدوجہد کا جائزہ لینا ہوگا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ انفاق مال، ایثار ذات اور بذل نفس پر مبنی لائحہ عمل اختیار کرنے سے دینی جدوجہد تیز تر ہوگی۔ ہر رفیق نظم کے جملہ تقاضے کو اپنی ذات کے ایثار سے پورا کرے۔ امیر محترم مدظلہ نے اپنی اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا کہ لاہور میں اب ایک نئی تحریک کام کرتی ہوئی نظر آنی چاہئے، چنانچہ ہر رفیق تنظیم اسلام کو از سرنو زندہ کرنے کے لئے اپنا سب کچھ لگانے کے "عزم نو" کے ساتھ مصروف عمل ہو جائے۔

بقیہ: حدیث امروز

ہمارے سربراہان کی باچھیں پیار کے انداز میں مزید کھلتی جا رہی ہیں، بھارت تباہ کن دور مار میزائل پاکستان کے مخصوص مقامات کو ان کی زد میں لانے کے لئے نصب کرتا چلا جا رہا ہے۔ اسی لئے تو وزیر اعظم کے ایک دیرینہ مقتدر دوست کو یہ کہنا پڑا کہ وزیر اعظم خزانہ خالی ہونے کا رونا رو رہے ہیں لیکن غیرت کا خزانہ خالی ہو جانا کہیں زیادہ تشویش ناک ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مجموعی صورتحال تسلی بخش نہیں بلکہ خاصی خراب ہے مگر یہ بھی تو حل نہیں کہ ملک میں انارکی پھیلا دی جائے۔ اب تو اپنے ہاتھ سے لگائے زخم کو برداشت کرتے ہوئے مناسب علاج کا سوچنا ضروری ہے۔ مولوی صاحبان تو اپنا مقام کھو چکے۔ ان کے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جانے کی ذرہ بھر امید نہیں۔ سیاسی جماعتوں میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ہی لائق غور ہیں۔ فی الحال جو دھچکا ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے پیپلز پارٹی کو لگا ہے اس سے سنبھلنے کے لئے کافی وقت درکار ہو گا۔ لہٰذا اس کے سوا اور کیا "آپشن" باقی ہے کہ مسلم لیگ ہی کو حالات بہتر بنانے کے لئے اپنی میعاد پوری کرنے دی جائے۔ البتہ اس دوران ارباب علم ودانش اور اصحاب فکر و تدبر حکمرانوں کو بروقت اور صحیح مشورے دیتے رہیں۔ اگر پھر بھی حالات سدھرتے ہوئے نظر نہ آئیں تو پھر اکابرین ملت کوئی مناسب حال تجویز کرنے کے لئے مل بیٹھیں یا پھر تباہی کی لپیٹ کے وقت کا انتظار کریں۔ جان لینا چاہئے کہ مارشل لاء کسی صورت بھی کوئی حل نہیں۔

بقیہ: اداریہ

جنرل حمید گل صاحب نے بھی اپنے ایک حالیہ مضمون میں، جو روزنامہ جنگ میں شائع ہوا، اسلامی انقلاب کے ضمن میں کرنے کا اصل کام اس امر کو قرار دیا ہے کہ دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی طے کروائی جائے ـــــ اگر دینی جماعتیں اور عوام کا وہ طبقہ جو اس ملک میں اسلام کو بالادست دیکھنے کا خواہاں ہے، متحد ہو کر موجودہ حکومت پر دباؤ ڈالیں اور وزیر اعظم نواز شریف کو یقین دہانی کرائیں کہ وہ اس معاملے میں جرات کے ساتھ قدم بڑھائیں، ہم سب ان کے ساتھ ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس جانب پیش رفت نہ ہو۔

۲) خلوص واخلاص کے ساتھ اپنی سابقہ کوتاہیوں پر اللہ کی جناب میں استغفار کریں اور مسلم لیگ کی موجودہ قیادت کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے انہیں انشراح صدر عطا فرمائے اور انہیں اس معاملے میں جرات وہمت کے ساتھ مثبت قدم اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

خصوصی ملاقاتیں

دینی جماعتوں اور علماء کرام سے رابطہ کے ضمن میں ناظم اعلیٰ کی خصوصی دعوت پر مولانا خورشید گنگوہی تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر تشریف لائے جہاں ناظم اعلیٰ نے ان سے مفصل گفتگو کی۔ اسی طرح ناظم اعلیٰ اور نائب امور برائے سیاسی امور جنرل ریٹائرڈ محمد حسین انصاری نے مولانا ہادی علی نقوی سے ان کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔

سانحہ ارتحال

تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی کے امیر، میاں محمد اسلم صاحب کے بڑے بھائی کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آمین